بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر

و اولئک ھم المفلحون ۝

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۴ | بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۱۹ء مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۷ھ | نمبر ۲

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے ۲ عہ غیر ممالک سے ۳ ہے طلبا سے ۲ عہ

باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا اور چودہری عبدالسلام پبلشر نے شائع کیا

پرنٹر

انتظام سلسلہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا اعلان

تمام احباب جماعت احمدیہ کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے کہ ضروریات سلسلہ کے پورا کرنے کے لئے قادیان اور بیرونجات کے احباب سے مشورہ کرنے کے بعد میں نے یہ انتظام کیا ہے۔ کہ سلسلہ کے مختلف کاموں کے سرانجام دینے کے لئے چند ایسے افسران مقرر کئے جائیں۔ جن کا فرض ہو کہ وہ حسب موقعہ اپنے متعلقہ کاموں کو پورا کرتے رہیں اور جماعت کی تمام ضروریات کے پورا کرنے میں کوشاں رہیں۔ فی الحال میں نے اس غرض کے لئے ایک ناظر اعلیٰ۔ ایک ناظر تالیف و اشاعت، ایک ناظر تعلیم و تربیت ایک ناظر امور عامہ اور ایک ناظر بیت المال مقرر کیا ہے۔

ناظر اعلیٰ مکرمی مولوی شیر علی صاحب ناظر تالیف و اشاعت مکرمی مولوی شیر علی صاحب ناظر تعلیم و تربیت مکرمی مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ ناظر امور عامہ عزیزم مرزا بشیر احمد صاحب۔ ناظر بیت المال۔ مکرمی ماسٹر عبد المغنی صاحب۔ ان کے علاوہ جماعت کی ضروریات افتاء اور قضاء کو مدنظر رکھ کر افتاء کے لئے مکرمی مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ مکرمی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور مکرمی حافظ روشن علی صاحب کو۔ اور قضاء کے لئے مکرمی قاضی امیر حسین صاحب مکرمی مولوی فضل الدین صاحب اور مکرمی میر محمد اسحٰق صاحب کو مقرر کیا ہے۔ آیندہ جو تغیرات ہونگے۔ ان سے وقتاً فوقتاً احباب کو اطلاع دیجاتی رہیگی۔ میں امید کرتا ہوں کہ احباب ان لوگوں کے کام میں پوری اعانت کرینگے۔ اور سلسلہ کی کسی خدمت سے دریغ نہ کرینگے۔ ابتدائی کام میں بعض ضروری معلومات حاصل کرنے کے لئے ان احباب کو بیرونجات کے احباب کی بہت مدد کی ضرورت ہوگی۔ جس کے لئے ان کو بہت سا وقت خرچ کرنا ہوگا مگر اللہ تعالےٰ کی رضا کے حصول اور اپنے قائم کردہ سلسلہ کے استحکام کے لئے مجھے یقین ہے کہ سب احباب اس تکلیف کو خوشی سے برداشت کرینگے۔ اور ہر طرح انکا ہاتھ بٹا کر ثواب کے مستحق ہونگے۔ اور ان کی تحریرات کو میری ہی تحریرات سمجھیں گے۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ۞

خاکسار مرزا محمود احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۱۹ء

دیانندی تصنیفات پر سرسری نظر

ڈیڑھ برس کے قریب ہوا جب ہمیں بانیٔ آریہ سماج کی اردو تصنیفات یعنی ستیارتھ پرکاش "رگ وید آدی بھاش بھومکا" وغیرہ کے مطالعہ کا اتفاق ہوا۔ اور ساتھ ہی اسکے چند ایک دیانندی حضرات سے ملاقات میسر آئی۔

پس دوران مطالعہ میں ہی جو جو ان تصنیفات کی پیش کردہ "ویدک تعلیم" کے متعلق ہمارے دل میں اعتراض پیدا ہوئے۔ وہ وقتاً فوقتاً بغرض تکمیل تحقیق ویدک تعلیم اپنے سماجی دوستوں کے روبرو (سنمکھ) رکھے گئے۔

عذر نامعقول

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب بھی ہمارے دوستوں نے پیش کردہ سوالات کو ملاحظہ کیا۔ تب ہی اسکے جوابات سے عہدہ برآ نہ ہوسکے۔ اور فوراً کہدیا کہ بھائی یہ اردو تراجم کوئی سند نہیں ہیں۔ اردو زبان ناکمل ہے

(اچھ توشش) کیونکہ اصل عبارت ہندی کا مفہوم اردو زبان میں ادا کرنا ناممکن سا ہے۔ اور دیگر ترجمہ ترجمہ ہی ہے۔ بیچ میں حسب منشا کے اپنے خیالات کا بھی ضرور دخل ہونا لازمی امور میں سے ہے (سماجی مترجم ہی ایسا کر سکتے ہیں) اسلئے یہ تراجم غیر معتبر ہیں اور ہمارے لئے قابل تسلیم نہیں۔

اگر تم ہندی کی اصل عبارت پیش کرو۔ تو پھر ہم تمہارے سوالات یا شکوک کا کما حقہٗ تسلی بخش جواب دے سکینگے۔ جس سے کہ تمہاری پوری پوری تسلی و تشفی ہو جائے۔

دراصل یہ بات اپنے اندر کوئی وزن نہیں رکھتی۔ ہمارے دوستوں کا ایسا کلام کرنا محض دفع الوقتی کی خاطر ہوتا ہے۔ کیونکہ جب دیکھتے ہیں کہ ویدک تعلیم پر اس اعتراض سے سخت چوٹ پڑتی ہے۔ اور بچاؤ کے لئے کوئی سبیل نہیں تو آخری حیلہ یہی پیش کر دیا جاتا ہے۔ جس کا ذکر اوپر کر آئے ہیں۔ ہمارے ناظرین میں سے بہتوں کو ایسے سماجیوں سے واسطہ پڑا ہوگا۔ جو ہمارے اس قول کی تائید کرینگے۔

اصل میں بانی آریہ سماج کی تصنیفات میں جگہ جگہ تناقض اور اختلاف ہے۔ ایک مقام دیکھا جائے تو دوسرے مقام پر پہلے مقام سے عین خلاف لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ کہیں تو مرقوم ہے کہ تین اشیاء ازلی ہیں۔ دوسرے مقام پر پانچ ازلی۔ تیسری جگہ یہ لکھا ہے کہ ایشور سب سے پہلے موجود تھا۔ اب ایک محقق کے لئے اصل نتیجہ تک پہونچنا نہایت مشکل ہو جاتا ہے (محقق ایسی جگہ لینے کیا آئیگا۔ کاتب رسالہ ہذا) پھر اپنے مطالب کو ثابت کرنے کے لئے دوسری کتب کا حوالہ دیا ہے۔ اصل کتب میں اُن پیش کردہ عبارات کا نام ونشان ہی مفقود ہے۔ مثال کے طور پر ایک عبارت نقل کرتے ہیں معلوم ہو جائیگا کہ بانی آریہ سماج کہاں تک احتیاط سے کام لیتے تھے۔

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۷

"تتو منشیا جایئنت" یہ یجروید میں لکھا ہے۔

اس عبارت کا مطلب لکھتے ہیں "شروع دنیا میں ہزاروں انسان پیدا ہوئے"

ہم علی الاعلان بڑے دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ عبارت جس کو یجروید کی بتایا گیا ہے ہرگز

یجُر وید میں نہیں ۔ اگر کوئی سماجی دکھلاوے ۔ تو ہم اُسکو مبلغ پچاس روپیہ بطور انعام دینگے۔ اِسیطرح ان تصنیفات میں گالی گلوچ سے کام لیا گیا ہے ۔ جس کا نمونہ التفضل و تشحیذ و فاروق وغیرہ میں کافی سے بڑھکر ناظرین نے ملاحظہ کیا ہو گا۔

آخر کار ہم نے ہندی بھاشا سیکھی ۔ اور بعد اِسکے دیانندی تصنیفات کا مطالعہ شروع کیا ۔ جو تعداد میں دو درجن سے زیادہ ہی ہیں ۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے ۔ کہ آریہ صاحبان کا اُردو تراجم کو غلط کہنا حقیقتاً دھوکہ دہی سے ہی تعبیر کیا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ جب ہمنے ہندی عبارات اور اُردو تراجم کا مقابلہ کیا ۔ تو سر مُو فرق نظر نہ آیا ۔

اَب ہم بانیٔ آریہ سماج کے اُردو و ہندی ہر دو تصنیفات و تراجم سے ایک ایک اعتراض محض بطور نمونہ ناظرین کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ ہمیں کسی سے عداوت نہیں محض تحقیق حق کے لئے ایسا کرنے پر مجبور ہیں ۔ اِس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ سماجی دوست بھی ہمارے اِس کار خیر میں شریک ہو کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائینگے یعنے اگر ہمارے پیش کردہ سوالات کا جواب وہ دے سکتے ہوں تو ضرور اِدھر توجہ فرماویں مگر یہ بات ہم کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جو سماجی بھتر ہمارے پیش کردہ سوالات کا جواب لکھنے کا ارادہ کرے ۔ پہلے اُسے تہذیب و شرافت کو مدنظر رکھ لینا ضرور ہو گا ۔ کیا ہم سماجیوں سے اُمید رکھیں ؟ کہ وہ ہمارے مندرجہ ذیل زبردست اعتراضات کا جواب دینگے یا بقول غالب ؎

غالبؔ تمہیں کہو کہ ملیگا جواب کیا ۔۔۔ مانا کہ ہم کہا کئے اور وہ سُنا کئے

ہمارے مطالبات

سب سے اوّل ہم دیانندی تصنیف سنسکرت و ہندی بھاشا (جو سارھے ۹ ہزار صفحات اور ۹ جلدوں میں تقسیم ہے) کو ہی لیکر ہر ایک جلد میں سے ایک ایک اعتراض بطور نمونہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں :۔

(۱)

”جیسے آم اور کٹھر وغیرہ درخت ۔ بِنّا ڈالی پھلدار ہونے سے جانداروں کو سُکھ دینے ہارے ہوتے ہیں“ الخ جلد ۱ صفحہ ۱۳۴ ۔ رگوید منڈل ۱ سکت ۹ منتر ۹

بقول سوامی دیانند ایشور جی مہاراج اپنی بانی رگ وید میں تو آم وغیرہ اشجار کو نافع خلائق بیان فرماتے ہیں مگر اپنی دوسری پوتھی یجروید ادھیائے منتر میں اسکے برخلاف یہ گل فشانی فرماتے ہیں :۔

"اے سپہ سالار تو آم وغیرہ درختوں کے کاٹنے کو ہتھیار حاصل کر"

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایشور جی مہاراج پہلے آم وغیرہ درختوں کو سکھ دینے والے فرما رہے ہیں۔ پھر دوسری پوتھی میں انہی کے کاٹنے کا حکم دے رہے ہیں تو ان دونوں مرقومہ بالا بیانات میں سے کونسا صحیح و راست ہے۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں جواب باصواب ملنا چاہیئے ؎

(۲)

"ہے قابل تعریف دولت سے مالا مال (ایشور) سب کاروبار کے کرنے کو قوی دشمنوں کو ناش کرنیوالے سبھا کے مالک آپ ہم رعایا کے لوگوں کو مت ماریئے۔ اینائے (بے انصافی) سے دنڈ (سزا) مت دیجئے۔ سوابھاوک (طبعی) کام اور ہم لوگوں کے جو جسم سے سدھ انکے ورتمان (موجودہ) پیارے بھوجنوں کو (اشیائے خوردنی) مت چرایئے۔ ہمارے انڈے کے سمان (طرح) جو گربھ (حمل) میں سیتھت قائم ہیں۔ ان پرانیوں (جانداروں) کا وِدیرن مت کیجئے۔

(اور) لوگوں کے سونے چاندی کے پاتروں (برتنوں) کو مت بگاڑیئے۔ الخ

جلد دوم صفحہ ۱۷۴۔ منڈل ۱۔ سکت ۱۰۴۔ منتر ۸

(محولہ بالا منتر کی تشریح کے لئے کتاب آریہ بھونے خورد صفحہ ۱۴۸ معنفہ بانی آریہ سماج ملاحظہ ہو) اس وید منتر میں ایشور کو نہایت ہی مذموم صفات سے متصف دکھلایا ہے۔

(۱) اشیائے خوردنی کا چرانے والا

(۲) اسقاط حمل کا مرتکب۔

(۳) لوگوں کے سونے چاندی کے برتنوں کو بگاڑنیوالا۔

اے آریہ سماج کے سبھا سدھو (ممبرو) کہاں ہو۔ خدارا انصاف کی نظر سے اس منتر کو دیکھو

اور بتلاؤ کہ حقیقتاً وہ قدوس و پوتر ہستی جو تمام نقائص و عیوب سے منزہ ہے۔ ان افعال ذمیمہ کی مرتکب ہو سکتی ہے یا ایسی کتاب جس میں اس نہایت ہی اعلیٰ ذات پر جو تمام خوبیوں سے موصوف ہے، یہ الزام ہوں۔ الہامی کتاب کہلا سکتی ہے۔

(۳)

"جو برہما (خدا) شیگر گمن (تیز رفتار) کو پشٹ (مضبوط) کرتا ہوا جیو (روح) کو کنپاتا اور گھروں کو یعنی ارواح کے اجسام کے بیچ شتھل (قائم) ہوتا ہوا سوتا ہے۔"

(رگوید جلد سوئم صہ ۶۳۳۔ منڈل ۱۰ سکت ۱۲۴۔ منتر ۳۰)

اے ہمارے ملکی آریہ بھائیو! بتلاؤ تو سہی کہ جس کتاب میں خدا کو "سونیوالا" کہا ہو۔ اور برعکس اسکے جو کتاب اس ورا الوراء قدوس ہستی کے متعلق یہ بیان دیتی ہو کہ لا تاخذہٗ سنۃ ولا نوم۔ نہ اسکے لئے اونگھ نہ نیند۔

ان دونوں میں سے کونسی الہامی کتاب ہونے کا حق رکھتی ہے۔

(۴)

"ہے منشیو (انسانو) جو مجھے ترپت (سیر) کرے جو مجھ کو سکھ دیوے۔ جو مجھ کو نشچنت بودھ (یقینی علم) کراوے۔ جو اندریوں سے یگیہ کرتے ہوئے مجھ کو اچھے پرکار (عمدگی سے) سمیپ (نزدیک) پراپت (حاصل) ہووے وہ مجھ کو سیون (حاصل کرنے) یوگیہ (لائق) ہے۔"

(رگوید جلد چہارم صہ ۵۶۳۔ منڈل ۲ سوکت ۳۰۔ منتر ۳)

ایشور جی مہاراج انسانوں کو فرماتے ہیں کہ میرے ملنے کے لائق وہی انسان ہے، جو مجھ کو سیر کرے۔ یقینی علم حاصل کرائے۔ سکھ دے وغیرہ۔ کیا ہی مزے کی بات ہے۔

آئے دن ہم سے برسر پرخاش رہنے والے دوستو! ذرا انصاف سے بتلانا یہ کلام ایشور کا ہو سکتا ہے۔ کیا ایشور سیر نہیں ہے کیا وہ دکھی ہے۔ جو سکھ کی تمنا کرتا ہے۔ کیا اسکا علم ابھی تک ناقص یا غیر معتبر ہے۔ جس پر اسے یقین نہیں آتا اور خواہش کرتا ہے کہ مجھے حقیقی اور یقینی علم حاصل ہو؟

جو کتاب یہ تعلیم دے کہ اے انسانو تم ہر وقت ربِّ زِدنِی عِلماً کا وِرد رکھو۔ یعنے ہر وقت علم کی افزونی و زیادتی کی التجا کرتے رہو۔ کیونکہ وہ تمام علموں کا مالک ہے۔ اِن عمدہ صفات کے بیان کرنے والی کتاب کے مقابل پر ایسی کتاب جو سرے ہی سے خدا کو علم سے کورا ظاہر کر رہی ہو۔ الہامی ہونے کا دعویٰ کر سکتی ہے۔

(۵)

"ھے اِندر (پرمیشور کا صفاتی نام) وشیش اَیشوری کے دینے والے آپ پشٹ پدار تھ کے رس کا پان کرنیوالے" الخ

(جلد پنجم صہ ۴۷۸۔ منڈل ۳۔ سوکت ۴۳۔ منتر ۷)

ہمارے سماجی ستر و بتلاؤ تو سہی کہ ایشور جی مہاراج بھی رس یعنی عرقیات کو نوش جان فرمایا کرتے ہیں۔

جلد ششم

"ھے راجن جس سے آپ بل یکت سینا (بہادری سے متصف فوج) کی ڈھٹائی سے اُس شترو (دشمن) کے نگروں (دیار) کو اچھے پرکار سنچیں (روندیں) ایتو اپ شتروؤں کو چُورنت (چور چور) کرو" الخ

(جلد ۶ صہ ۱۲۵۹۔ منڈل ۴۔ سوکت ۳۰۔ منتر ۱۳)

معزز ناظرین! شری سوامی دیانند کا مرقومہ بالا ترجمہ بغور ملاحظہ فرمایئے اور بعد اسکے صاحب موصوف کی مندرجہ ذیل عبارت کو دیکھئے۔ کہ وہ ایسی تعلیم کے بیان کرنیوالی کتاب پر کیا ریمارک کرتے ہیں۔

کافروں (منکرین حقیقت) کی جڑ کاٹنے اور اُنکی گردن مارنے اور ان کے جوڑوں کو کاٹنے کا خدا حکم دیتا ہے۔ اور اس کام میں ان کا مددمعاون بنتا ہے۔ کیا یہ خدا راون سے کچھ کم ہے"۔ ستیارتھ پرکاش اردو صہ ۵۹۱

ہمیں اس وید منتر پر مزید حاشیہ آرائی کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہماری ڈیوٹی (فرض) کو سوامی جی نے پورا کر دیا ہے۔ جسکے لیے ہم انکے مشکور ہیں ✣

پس سوامی جی ہی کے قول سے "وید ک ایشور، راون سے کچھ کم نہیں" ثابت ہوا
اب بتایئے۔ جس کتاب میں ایسی تعلیم ہو جو ایشور کو راون کی پوزیشن میں پیش کرے۔ کیا
وہ ایشوری گیان ہونے کی مدعی ہو سکتی ہے۔

(۷)

(صرف اردو ترجمہ)

"ہے انسانوں میں آج آپ لوگوں کے لئے زندگی بسر کرتے ہوئے عالم دولتمند اور
داتا۔ خوبصورت دولت اور سلطنت کو بھی اچھی طرح چاہتا ہوں۔ اور اے بہتوں
کی پرورش کرنے والے "اگرنی راجا" میں مطمئن ہر روز آپ دونوں (راجہ و رعایا) کو
عمدہ طور سے برتاؤں۔" الخ

(جلد ۷ صفحہ ۴۸۹۔ منڈل ۱۵۔ سوکت ۴۹۔ منتر ۱)

یہاں خدا دولت وغیرہ کی خواہش کرتا ہوا دکھلائی دے رہا ہے۔ اور راجا و رعایا سے
التجائیں کرتا ہے۔ معلوم نہیں۔ آریہ صاحبان عقل کو جواب دے کر ایسی تعلیم پیش کرنیوالی
کتاب کو الہامی کیوں بتا رہے ہیں ۔

(۸)

"ہے وِدوان (عالم) جو پہلے وِدیا گرہن (حصول علم) کئے ہوئے وِدوان شخص"

(منڈل ۷۔ سکت ۲۱۔ منتر ۷)

مندرجہ بالا منتر میں یہ فقرہ "جو پہلے حصول علم کئے ہوئے عالم" کیا اس فقرہ کے آگے
قدامت وید کا خام دعویٰ استوار رہ سکتا ہے ۔

اے سماجی مترو دلائل و براہین سے کام لو۔ اندھے وشواسی نہ بنو ۔

(۹)

(صرف اردو ترجمہ)

"ہے علم و دولت سے مالا مال اندر۔ علم و دولت دینے والے جو آپ جن پہلے شخصوں
سے علم حاصل کیا۔ ان رشی لوگوں سے ویدوں کو سنو۔ اور جو لوگوں میں صادق ہی ہونے والے
ہیں۔"

(جلد نہم رگ وید صفحہ ۳۷۸۔ منڈل ۷۔ سکت ۱۹ منتر ۴)

سماجیو! اس منتر کے جن الفاظ کو ہم نے خط کر دیا ہے ۔ انکو ملاحظہ فرماکر "قدامت وید" کے بے دلیل دعویٰ سے مقابلہ کیجئے ۔ اور جو نتیجہ نکلے ۔ اس سے ہمیں مطلع فرما دیں ۔ رگوید کے ان حوالہ جات کے بعد اب ہم یجروید بھاش سے کچھ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں :-

(۱۰)

"جس لئے ہے جگدیشور ... ... میں آپ پڑھنے پڑھانے ہارے دونوں پریمی (محبت) کے ساتھ ورت کر (بلکر) وودان دھارمک (عالم دیندار) ہوں کہ جس سے دونوں کی وویا (علم) وردھی (ترقی) سدا (ہمیشہ) ہووے ۔ الخ"

(دیانندی تفسیر یجروید ادھیائے ۵ ۔ منتر ۶ جلد اول صفحہ ۱۳۷)

چہ خوش ۔ آریہ مہتوں کے معبود ایشور ابھی تک ۔ علم و عمل سے محض کورے ہی نظر آتے ہیں ۔ اور انسانوں کے ساتھ ملکر علم و عمل کی ترقی کے وسائل سوچ رہے ہیں لے اس کو خواہ مخواہ "ایشوری گیان" کہنے والو! ہوش کی دوا کرو ۔ کیا خدا بے علم اور دینداری سے خالی محض ہے ۔ کیا ایشوری صفات کو جو کتاب اس رنگ میں پیش کرے ۔ وہ الہامی ہو سکتی ہے ۔

(۱۱)

"ہے پرمیشور و راجن آپ اگنی (آگ) کے لئے موٹے پدارتھ (اشیاء) کو پرتھوی (زمین) کے لئے بغیر پاؤں کے رینگنے والے سانپ وغیرہ آکاش اور زمین کے درمیان کھیلنے کو ۔ بانس سے ناچنے والے نٹ وغیرہ کو ... ... پیدا کیجئے ۔"

(تفسیر دیانندی یجروید جلد دوم صفحہ ۱۰۳۹ ۔ ادھیائے ۳۰ ۔ منتر ۲۱)

نٹ پیدا کرنے میں ایشور کی کونسی حکمت ہے ۔ دوسرا اسپر ہمارا یہ سوال ہے کہ جب اس ایشوری حکم کے ماتحت روزانہ ہر شخص دُعا کرے کہ اے ایشور سانپ پیدا کرو ۔ جلد سانپ پیدا کرو ۔ اور خدا ان کی دُعا قبول کر کے روزانہ ہی ہر گھر میں دو چار سانپ پیدا کر دیوے تو اے دیانندی حضرات تبلاؤ انسانی زندگی دشوار ہو گی یا امن سے گذریگی ۔ یجروید کی تفسیر کے بعد اب ہم سوامی جی کی کتاب " رگوید آدی بھاش بھومکا" ہندی

اس کے اُردو تراجم میں سے کچھ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

(۱۲)

"جو جو ایشور کی اُپاسنا (عبادت کرنیوالے لوگ ہیں۔ وے سب دُکھوں سے چھوٹ کر سب منشیوں میں اتنٹیت (بہت ہی) پُوجیہ (بندگی گذار) ہوتے ہیں۔ جہاں عالم لوگ پُرشارتھ (ہمت و محنت) سے جس چیز کو حاصل کر کے ملتیہ (ہمیشہ) آنند (سرور) میں رہتے ہیں اسی کو مُوکش (مکتی نجات) کہتے ہیں۔ کیونکہ اس سے پرترت (علیحدہ) ہو کے سنسار (دنیا) کے دُکھوں میں کبھی نہیں گرتے۔ ان معنوں میں نرکُت کار کا بھی یہی ابھپرائے (مطلب) ہے۔ کہ جو پرمیشور کے اننت پرکاش (بہت چمک) میں نجات کو حاصل کرتے ہیں۔ وہ پرمیشور ہی کے پرکاش (روشنی) میں سدا رہتے ہیں۔ ان کو اگیان روپ اندھیرا نہیں ہوتا"

رگوید بھاش بھومکا ہندی ص۱۳۲ بحوالہ یجروید ۱/۳۱ ایڈیشن ۴

سماجی مِترو! تمہارا نجات کے متعلق تو یہ عقیدہ ہے کہ نجات عارضی ہے دائمی نہیں اور اسلامی نجات سے انکار کیا کرتے ہو۔ دیکھو اینٹ کی عینک نہیں بلکہ پتھر کی شفاف عینک لگا کر اس محوّلہ بالا پیش کردہ وید منتر از سوامی جی کو غور و تدبر سے پڑھو۔ اور اسلامی عقیدہ کے آگے اگر فلاح دارین مطلوب و مقصود ہو تو سر تسلیم خم کر کے حلقہ بگوش ہو جاؤ۔ اگر ضد مانع ہو تو علی الاعلان اس منتر و سوامی جی کی عبارت کی تکذیب کرو۔

(۱۳)

"اس پُرش (پرمیشور) نے پرتھوی یعنے زمین کے بنانے کے لئے پانی سے اُسکو لیکر مٹی کو بنایا۔ اسیطرح اگنی کے رس سے پانی کو پیدا کیا۔ اور آگ کو ہوا سے۔ اور ہوا کو آکاش سے اور آکاش کو پرکرتی (مادہ) سے اور پرکرتی کو اپنی قدرت سے پیدا کیا۔ اور یہ تمام قدرت و صفت اُسی کی ہے" بحوالہ یجروید ۳۱/۱۷

بھاش بھومکا ترجمہ بابو نہال سنگھ آریہ اُردو ص۷۸

کیا آریہ سماج کا دعویٰ کہ "پرکرتی یعنی علت مادی ازلی ہے" اس یجروید کے منتر کے

سامنے قائم رہ سکتا ہے کہ کوئی نندیہ یا تو اس وید منتر کی تکذیب کر دیا اپنے دعویٰ سے
چپ چاپ دست بردار ہو کر ہمارے سامنے نہ آو۔

(۱۴)

"اور زمانہ ماضی مستقبل اور حال کا کل حال ویدوں میں ظاہر کیا گیا ہے"
کتاب بھاشیہ بھومکا ترجمہ مہاتما منشی رام اردو ص۹۲ بحوالہ منو ۱۲/۹۷
اس پر ہمارا یہ اعتراض ہے کہ جس کتاب میں قرون اولیٰ کا ذکر وا ذکار پایا جائے۔ وہ
ازلی کس طرح ٹھہر سکتی ہے۔ پس اس عبارت کی رو سے وید ازلی نہ رہے۔

(۱۵)

ستیارتھ پرکاش سے کچھ
ملاحظہ ہو اصلی ستیارتھ پرکاش ہندی مطبوعہ ۱۸۷۵ء صفحہ ۴۲۔ (جس کو آریہ سماج نے
مدت سے ناپید کر رکھا ہے) جس میں مردوں کے شرادھ کو بدلائل ثابت کیا ہے۔ مگر اب نئی
ستیارتھ پرکاش میں وہ بیان ہرگز نہیں ملتا۔ بلکہ مردوں کے شرادھ کے خلاف نظر آتا ہے
یہ ناسخ و منسوخ کا جھگڑا۔ سوامی جی کی کرتب سے کیا نظر آتا ہے۔

(۱۶)

پنڈت دیانند صاحب کی تاریخدانی
"جب تک آریہ ورت دیس (ہندوستان) سے تعلیم نہیں گئی تھی تب تک مصر و یونان اور
یورپ دیش آدِستھ منشیوں (یورپین باشندے) میں کچھ بھی علم نہ تھا۔ اور انگلینڈ کے
کولمبس آدی (وغیرہ) پرش امریکہ میں جب تک نہیں گئے تھے۔ تب تک وہ بھی ہزاروں
لاکھوں کروڑوں سالوں سے مورکھ یعنی بے علم تھے"
ستیارتھ پرکاش ہندی ایڈیشن دوم۔ مطبوعہ ۱۸۸۴ء
معزز ناظرین! سوامی جی کی تاریخدانی ملاحظہ فرمائیے۔ اور دیانندی حضرات کو داد
دیجئے کہ واقعی ایسے رشی نہیں نہیں بلکہ مہرشی صاحب کو جس قدر کم معانی ویدوں کے
بیان کرنے میں ید طولیٰ حاصل تھا ویسے ہی تاریخدانی ایشور کی دیا سے کمال تک پہنچی

ہوئی تھی۔ واقعی ہمارے سماجی متر اپنے رشی پر جتنا ناز کریں بجا و درست ہے کہ اپنے سکول کے طالب علم سوامی جی کی تاریخ دانی کو دیکھ کر یہ نہ کہہ دینا کہ کولمبس تو سپین کا رہنے والا تھا۔ انگلینڈ سے اس کو کیا تعلق۔ کہیں آریہ دوست سنکر ناراض نہ ہو جاویں۔

(۱۷)

"انگلی کے اگلے بھاگ سے نیز آدمی ہو تو نکر ہے۔ سمتر تاپ۔ پرانایام منسا پری کرمن (خدا کے گرد طواف دل میں کرنے کو منسا پری کرمن کہتے ہیں) وغیرہ کریں"

ستیارتھ پرکاش ہندی ایڈیشن ۱۳ صفحہ ۳۶

سماجی مترو! براہ مہربانی اس دلی طواف کے کیا معنی؟ منسا پری کرمن کرنے کا جو انسان کو حکم دیا جاتا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے۔ کیا خدا تعالیٰ محدود ہے کہ انسان اسکا طواف کر سکے؟

(۱۸)

"اسلئے جو کچھ وید وغیرہ شاستروں (مذہبی کتب) میں ودیوستھا و اتہاس (تاریخ) لکھے ہیں اسی کا ماننا (عمل و تعظیم) کرنا بھدر پرشوں (نیک آدمیوں) کا کام ہے"

ستیارتھ پرکاش ہندی ایڈیشن ۱۲ صفحہ ۲۳۸

اسجگہ تو سوامی جی فرماتے ہیں کہ جو تاریخ وغیرہ وید وغیرہ شاستروں میں مرقوم ہے وہی قابل قبول ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ویدوں میں بقول سوامی جی تاریخ موجود ہے۔ مگر سوامی جی دوسری جگہ اسکے خلاف گوہر افشانی فرماتے ہیں:۔ ص ۲۳۷

"کسی انسان کا نام یا خاص حکایت کا ذکر اذکار ویدوں میں نہیں" ستیارتھ اردو

اب ہر دو اقوال میں سے کونسا صحیح و راست ہے۔ جواب باصواب عنایت ہووے۔

(۱۹)

"کال اگنی (कालाग्नि) پرلے (خاتمہ دنیا) پر سب کو فنا کرنیوالا بلکہ زمانہ کا بھی فنا کرنیوالا ہے۔ اسلئے پرمیشور کا نام کال اگنی ہے"

(اردو ترجمہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲)

یہاں سوامی جی زمانہ کو حادث بتلاتے ہیں۔ اب دوسری جگہ جو فرمارہے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ ۲۴۸ "وہ پرمیشور" پرکرتی " کال (زمانہ) اور آکاش اور نیز جیو (روح جو ازلی ہیں)" اردو ستیارتھ صفحہ ۲۴۸ میں سوامی جی زمانہ کو ازلی فرماتے ہیں۔ اور اس کتاب کے صفحہ ۱۲ پر زمانہ فنا ہونا لکھ رہے ہیں۔ دیانندی حضرات ان باہم متناقض بیانات کی تیلاؤ کیطرح تطبیق ہو۔

(۲۰)

اپدیش منجری سے

"آدی سرشٹی (شروع دنیا) میں سب منشیہ (لوگ) بالک اوستھا (بچپن کی حالت) میں تھے ان کی اشتھا پرتیدی سی چیشٹا تھی۔ یعنے ان کے لئے کوئی امرونہی نہ تہا۔ صرف نیتروں (آنکھوں) سے اپنا کام کرنا (دیکھنا) شروتروں (کانوں) سے اپنا کام کریں یعنے الفاظ سنیں۔ پاؤں سے اپنا کام کریں یعنی ادہرادہر پھریں۔ پس اس سے اور زیادہ کاروبار شروع سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایس اوستھا (حالت) آدی سرشٹی (شروع دنیا) میں پانچ ورش (سال) چلتی رہی۔ پھر پرماتما (خدا) نے منشیوں (انسانوں) کو وگیان دیا " اپدیش منجری ہندی صفحہ ۸۹ و ۹۰

آریہ سماج کا یہ دعویٰ کہ " وید اور دنیا ہمعصر ہیں " کہاں تک صحیح ہے۔ جبکہ اوپر کے حوالہ میں پانچ برس بعد ویدوں کا نزول بتایا جارہا ہے۔ ازلی کی تعریف تو یہ ہے۔ کہ جس کا شروع نہ ہو۔ مگر ویدوں کی پیدائش کا شروع تو ثابت ہوگیا۔ پھر ازلیت کا دعویٰ کس طرح سے قائم رہ سکتا ہے؟

(۲۱)

"ایشور کے انصاف میں اسقدر التوا نہیں ہے۔ ہر ایک پل چھن (لمحہ) میں اسکے انصاف کا انتظام جاری ہے۔ اور اپنے پاپ پن (گناہ ثواب) کے مطابق ہمیں برا یا بھلا جنم ملتا ہے " اپدیش منجری اردو ترجمہ صفحہ ۱۰۷

اسجگہ تو سوامی جی فرماتے ہیں کہ روحوں کے اعمال کا فیصلہ ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔ ایک لمحہ کا وقفہ بھی ایشوری انتظام میں نہیں۔ مگر افسوس کہ سوامی جی اس بیان کی تکذیب خود ہی ستیارتھ پرکاش میں کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

"پرے (چار ارب بتیس کروڑ برس کو پرلے کہتے ہیں) میں جیو (ارواح) اس طرح نکمے پڑے رہتے ہیں۔ جیسے کوئی گہری نیند میں پڑا ہو" ستیارتھ پرکاش اردو صہ ۲۴۵

سماجی حضرات! یہاں ہر لحظہ والا انصاف کہاں رفو چکر ہو گیا۔ بات بات میں تناقض موجود ہے۔ حالانکہ خود ہی اُردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۹۱ میں لکھ چکے ہیں :-

"ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں"

(۲۲)

سنسکار ودھی سے - (اُسترے کی پوجا)

"اے اُسترے تو سندر روپ ہے۔ تیرا اتپادک فولاد کی طرح لوہا ہے۔ تیرے لئے ہم آدر (عزت) کرتے ہیں۔ ایشور کرے تو تکلیف نہ دے۔ اے سخت لوہے والے اُسترے ایشور کرے تو اس بالک (بچہ) کو تکلیف نہ پہونچائے"

(سنسکار ودھی اُردو صفحہ ۲۰۵ و ۲۰۶)

این چہ بوالعجبی است۔ سناتنیوں کو کہا جاتا ہے۔ بتوں سے ہرگز پرارتھنا (التجا) نہ کرو۔ وہ بیجان تمہاری باتیں سُن ہی نہیں سکتے۔ تو تمہیں فائدہ کیا دینگے۔ مگر آدہر خود را فضیحت دیگراں را نصیحت کا مصداق بنے ہیں۔

(۲۳)

مُردہ جلانے کا عجیب وغریب حکم

"جب کوئی مرجائے۔ تب یدی (اگر) پُرش ہو۔ تو پرش اور اُستری ہو تو استریاں اسکو (مُردے) سنان کرادیں (غسل دیں) چندن وغیرہ سگندھ لیپن (خوشبویات کا لیپ کریں) اور نویں وستر (نیا کپڑا) دھارن کرادیں (پہنائیں) جتنا اس کا (مُردہ) شریر (جسم) کا بھار (وزن) ہو۔ اتنا گرت (گھی) یدی (اگر) زیادہ طاقت ہو تو (گھی) آدہک (زیادہ) لیویں۔ اور جو مہادر در (از حد قلاش) بھکشاک (فقیر) ہو کر جسکے پاس کچھ بھی نہیں ہو۔ اسکو شریمان (متمول صاحب توفیق) دینیچ بن کر آدہ من سے کم گھی نہ دیویں۔ اور شریمان (امیر آدمی) جسم کے برابر تول کر چندن سیر بھر گھی میں ایک

رتی کستوری ایک ماشہ کیسر ایک ایک من گھی کے ساتھ سیر سیر بھر اگر تگر اور گھی میں چندن حسب طاقت ڈالکر پوٹ پلاش وغیرہ کی لکڑی جسم کے وزن سے دگنی سامگری (اسامان) شمشان (مردہ جلانے کی جگہ) پر پہونچا دیں الخ" (سنسکار ودہی ہندی صفحہ ۲۷۰)

عالمگیر مذہب کی تعلیم ایسی ہی ہونی انسب ہے۔ واہ ہمارے دیانندی بھائیو بہت عمدہ رشی کی شرن میں آئے ہو۔ کہ اگر تم میں سے کوئی مرجائے۔ تو مردہ کے ساتھ ہی اس بیچارے کا خود ہی دیوالہ بول جائے

(مذہب کفایت شعاری کی تعلیم دیتا ہے یا بیچارے غریبوں کا دیوالہ ہی نکالنے کی)

(۲۴)

زمین متحرک یا ساکن

"جیسے بھومی (زمین) اپنے سوروپ (اپنی شکل و ہیئت) میں ستھر (ساکن) جیسے یہ سنسار روپ پر واہ روپ سے ستھر"

(کتاب ورواہ بدّی ہندی صفحہ ۴۹)

معزز ناظرین! یہاں سوامی دیانند جی زمین کو ساکن بتلاتے ہیں۔ حالانکہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۳ میں بحوالہ یجروید ۳ زمین کو متحرک لکھا ہے۔ اب وید منتر کا مضمون صحیح ہے یا ورواہ بدی کتاب کا (تصنیف سوامی جی) ہیں ہر دو نقیض عبارات کی تطبیق مطلوب ہے۔

(۲۵)

"ہے بہت طاقتوں والے (پرمیشور) ... ... ہم لوگوں نے اپنی الپ شکتی (ناطاقتی) سے سدرم اشد صیاؤں کا عمدہ رس (عرق) سمپادن (تیار) کیا ہے۔ اور جو کچھ بھی ہمارے سریشٹھ (اعلیٰ عمدہ) پدارتھ (اشیار) ہیں وے آپکے لئے النکرت (مرصع) یعنے عمدہ طور سے ہم نے بنائے ہیں۔ اور وے سب آپکے سمرپن (نذر) کئے گئے ہیں۔ سرو آتما سے پان کرو (خدا تعالیٰ سے نوش جان کرو)"

(کتاب ریہ بھونے کلاں ہندی صنا بحوالہ رگوید ۱-۲-۳)

بتلاؤ تو سہی - ایشور جو غنی ہے - اسکو عرقیات کے پینے کی کیا ضرورت ہے - لاحول ولاقوۃ - دُور سے ہی ایسی کتاب کو سلام کہنا چاہیئے -

(۲۶)

" اتہاسہ - پورانم - پنچمو - ویدانم - ویدا وغیرہ میں لکھا ہے - تب وامن آچاریہ وغیرہ (فریق مخالف) نے کہا کہ یہ پاٹھ (مندرجہ بالا سنسکرت عبارت سے مُراد) ہی کہیں بھی نہیں ہے - اسپر سوامی جی نے کہا کہ اگر وید میں یہ پاٹھ نہ ہووے تو ہماری شکست ہو اور جو ہو تو تمہاری شکست ہو - یہ وعدہ لکھو - تب سب (فریق مخالف) چپ ہو رہے "
(شاستر ارتھ کاشی ہندی صفحہ ۱۵)

مندرجہ بالا سنسکرت عبارت (جسکو ہم نے اُردو الفاظ میں لکھ دیا ہے) کی بابت سوامی دیانند سناتنی پنڈتوں کو فرماتے ہیں کہ یہ عبارت وید میں ہو - اگر نہ ہو تو میں ہارا - حالانکہ یہ عبارت بجائے ویدوں کے چھاندوگیہ اپنشد کی ہے - اور اُدھر سوامی جی - رگ - یجر - سام اتھرو کو ہی وید مانتے ہیں - یہاں اُپنشد بھی وید ثابت ہو رہے ہیں - کیونکہ چھاندوگیہ کو وید قرار دیا گیا ہے -

(۲۷)

سوامی دیانند کی سخت کلامی

" ایسا جو اُوپر کہا سو سب متھیا (جھوٹ) اُپدیش ہو - یہ اوپر سے جان پڑتا ہے کہ سہجانند کُتے کی طرح بھونکتا ہے " (کتاب شکشا پتری دھوانتی نوارن ہندی صہ)

معزز ناظرین! ایک قوم کے رشی نہیں بلکہ مہرشی کی شایان شان ہے؟ کہ ایسے کلمات اپنی زبان فیض ترجمان سے بلا وجہ نکالے -

(۲۸)

" جو نیک شریف دہرماتما (دیندار) پرُاپکاری (فائدہ رساں) صحیح علم سے متصف اور آریہ ورت (ہندوستان) دیش میں سب دن (شروع سے) سے رہنے والے ہیں اُن کو آریہ کہتے ہیں " (کتاب آریہ اُدیشن رتن مالا ہندی صہ)

پنڈت صاحب ستیارتھ پرکاش میں تو لکھتے ہیں کہ آریوں کی پیدائش شروع دنیا میں ملک تبت میں ہوئی۔ اور بعد میں ہندوستان چلے آئے۔ مگر مرقومہ بالا عبارت کہہ رہی ہے کہ آریہ قدیم یعنی سب دن سے ہی ہندوستان میں رہتے ہیں۔ اسی لئے آریہ ان کا نام ہے۔ باہم کلام میں صریح تناقض ہے۔

(۲۹)

"جیو اور جگت کا کارن سروپ سے انادی۔ جیو کے کرم اور کارج جگت پرواہ سے انادی ہے" (میلا پانداپور اردو صفحہ ۳۷)

یہاں سوامی جی دور تسلسل کو اڑنا بیٹھے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جب ہر دنیا مرکب ہے تو حادث بھی ہوئی۔ اور جب سب حادث ٹھہریں۔ تو پھر دور تسلسل کیسے قائم رہا یہ کہنا زنجیر تو ازلی ہے۔ مگر اس کی ہر کڑی حادث ہے۔ کیا لغو بات ہے۔ جب اجزا مرکب ہیں تو کل میں ترکیب کیوں نہیں۔ پس پرواہ سے انادی کا ڈھکوسلہ باطل ٹھہرا۔

(۳۰)

"مکتی کہتے ہیں چھوٹ جانے کو ارتھات (یعنی) جتنے دکھ ہیں۔ ان سے سب چھوٹ کر ایک سچدانند سروپ پرمیشور کو پراپت (حاصل) ہو کر سدا آنند میں رہنا اور پھر جنم مرن آدی وغیرہ دکھ ساگر (دکھ کے سمندر) میں نہیں گرنا۔ اس کا نام مکتی ہے"

ستیہ دھرم وچار ہندی عرف میلا چاندا پور صفحہ ۱۷۔ ہم نے جن الفاظ کو زیر خط کر دیا ہے ناظرین ان کو بغور ملاحظہ فرماویں۔ اور بتلائیں کہ آیا سوامی جی وقتاً فوقتاً اپنے عقائد کو تبدیل کرتے رہے ہیں یا نہیں۔ یہاں تو مکتی کو ابدی مانا اور نئی ستیارتھ میں لکھ دیا ہے کہ مکتی سے پھر انسان لوٹتا ہے۔ کونسا صحیح ہے ؟

(۳۱)

"گھی وغیرہ رکھنے کو برتن سونے چاندی و پور دکت (مذکورہ بالا) لکڑی کا بنوا لیوے۔ ایک پانی کا برتن اور ایک چمٹا اور پلاش وغیرہ کی لکڑی سدا اسکے لئے رکھ لیوے۔ دوبارہ گھی کو گرم کر چھان لیوے۔ اور ایک سیر گھی میں ایک رتی کستوری ایک ماشہ کیسر" (پنج مہا یگیہ ودھی ہندی صہ۴)

یہ ہون کی تعلیم ہے۔ کیا عالمگیر مذہب کی ایسی ہی تعلیم ہونی چاہیئے۔ کیا جس کی
آمدنی سہر یا ۵ ر روز ہو۔ وہ ایسی تعلیم پر عمل کر کے سکھی رہ سکتا ہے۔ اور پھر اگر کوئی فقیر درویش
بربان درویش اس تعلیم پر عمل کرے بھی تو یہ امر موجب ثواب ہو گا یا عذاب۔ موجب عذاب تو
اسلئے کہ کستوری جو جزو اعظم بتلائی گئی وہ ہرن کے مارے بغیر میسّر ہی نہیں ہو سکتی۔ اگر
میسّر آئے تو ضرور ہرن کا خون ہو گا۔ اور جیو ہتیا کرنا ویدک تعلیم میں سخت گناہ ہے۔
پس بیچارہ پہلے اپنا گھر بار لٹائے۔ اور نتیجہ پر ثواب کا مستحق بنے۔

(۳۲)

"بکرے بھی بوجھ اٹھانے وغیرہ کے مقصد میں آتے ہیں۔"

(کتاب گوکرونا ندہی ہندی ص۹)

سوامی جی کی عبارت سے ہمیں آج ہی معلوم ہوا کہ بکرے باربرداری کے کام میں آتے
ہیں۔ شاید سوامی جی ایسی سیاحت کے زمانہ میں بکروں سے ہی باربرداری کا کام لیتے ہونگے
سوامی جی کی باتیں کیا ہی مزے کی ہوتی ہیں۔

(۳۳)

"پاکھنڈی وید ورُدھ۔ کرم کرنیوالے وڈال (بلا) کے سے سوبھاؤ (عادات) والے
شٹھ سوارتھی (مطلبی خودغرض) بگلا کے برابر اشیار پر دھیان رکھنے والوں کو زبان سے
بھی ستکار (عزت) نہ کرے۔"

(کتاب وید ورُدھ مت کھنڈن ہندی صفحہ ۲۱)

ستیارتھ پرکاش ص۴۸۴ پر لکھتے ہیں:۔

"کیا انسان وغیرہ جاندار کسی مذہب میں کیوں نہ ہو دیا (رحم) کر کے اس کو ان پان آدی
(کھانے پینے وغیرہ) سے عزت کرنا اور دوسرے مت (مذہب) کے ودوانوں (علماء) کا
مانیہ (تعظیم) اور سیوا (خدمت) کرنا دیا نہیں ہے؟" (ضرور ہے)

ستیارتھ پرکاش کی یہ عبارت جین مذہب والوں کے خلاف بطور چوٹ لگانے کے لکھی ہے
مگر اوپر کے حوالہ سے ظاہر ہے کہ آپ بھی ان کے ہمزبان ہیں۔

(۳۴)

"احمد آباد سے ہوتا ہوا بڑودہ شہر میں آکر ٹھہرا۔ اور چیتنیہ سٹھ میں برہمچاریوں اور سنیاسیوں سے ویدانت کے متعلق بہت باتیں کیں۔ مجھ کو ایسا نشچہ (یقین) ان برہمانند وغیرہ برہمچاریوں اور سنیاسیوں نے کرادیا کہ برہما (خدا) ہم سے کچھ بھِن (علیحدہ) نہیں۔ میں برہما (خدا) ہوں یعنی جیو اور خدا ایک ہیں۔"

(کتاب خود نوشت سوانح عمری دیانند ہندی صہ ۱۸)

اِس سے ظاہر ہے کہ سوامی جی کسی زمانہ میں اپنے آپ کو خدا ہی سمجھتے رہے ہیں ؎

اَب ہم اتنے پر ہی اکتفا کرتے ہوئے اس مضمون کو سردست بند کرتے ہیں۔ سوامی دیانند کے ایک دو معمولی ٹریکٹ باقی رہگئے ہیں (دیو ہار بھانو دبھر بھوچھیدن) سو انہیں معمولی باتیں ہیں جن کا ذکر کرنا یہاں محض تضیع اوقات ہے۔

آخر میں ہماری نہایت ہی ادب سے آریہ اصحاب کی خدمت میں استدعا ہے کہ وہ ہمارے ان پیش کردہ اعتراضات کو نہایت ہی صاف دل ہو کر پڑھیں۔ اور حق و حقانیت کے دلدادہ وشیدائی اپنے آپ کو ثابت کریں۔

ستیارتھ میں سوامی جی کہتے ہیں "جھوٹ سے ملے ہوئے گرنتھ (کتاب) کو بھی ویسے ہی چھوڑ دینا چاہیئے کہ جیسے وِش سنیُکت ان٘ (زہر ملا ہوا کھانا)" ہمارے ہیں جب سوامی جی کی ہر کتاب سے ہم نے صرف بطور نمونہ چند ایک باتیں پیش کر دی ہیں۔ جن پر سخت سے سخت زد پڑے۔ تو ضروری ہے کہ آپ ایک غلط بات کو دیکھ کر بقول سوامی جی سب کو چھوڑ دیں۔ جس کی مثال بھی سوامی جی دے رہے ہیں کہ زہر خواہ تھوڑی سی بھی ہو تو وہ کھانا چھوڑ دینے کے لائق ہے اب ہم دیکھینگے کہ ہمارے سماجی متر اپنے چوتھے اصول (سچ کو قبول کرنا اور جھوٹ کو چھوڑنا) پر عملدرآمد کر کے حق و حقانیت کے جھنڈے تلے آتے ہیں یا اس اصول کو ہاتھی کے دانت کی مثال کا مصداق بناتے ہیں ؎

(فضل حسین مہاجر قادیان)

مکالمہ شیعہ و احمدی

شیعہ :۔ جس دن ابوبکر خلیفہ بنا۔ اسی جناب علی علیہ السلام کے بیعت کرنے کا مزید ثبوت درکار ہے۔ آپ نے جو اس سے پہلے اس خاص امر میں حوالہ لکھا ہے وہ مجمل ہے۔

احمدی ۔ اگر سابقہ حوالہ بقول آپ کے مجمل اور تسلی بخش نہیں ہے تو لیجئے دیگر معتبر تاریخوں سے عرض کر دیتا ہوں :۔ حدثنا عبید اللہ بن سعید قال اخبرنی سیف من عبد العزیز بن سیاہ عن حبیب بن ابی ثابت قال کان علیؑ فی بیتہ اذاتی فقیل لہ قد جلس ابوبکر تبیعتہ فخرج قمیصہ ما علیہ ازار ولا رداء عجلاً کراھیتہ ان یبطی عنہا حتی بایعہ ثم جلس الیہ وبعث الی ثوبہ فاتاہ فتجللہ ولزم مجلسہ ۔ طبری عربی جلد ۳ واقعات ۱۱ھ صفحہ ۲۰۱۔ یعنے جناب علی علیہ السلام اپنے گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ کسی نے آکر اطلاع دی کہ ابوبکر بیعت کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس وقت آپ صرف قمیص پہنے ہوئے تھے اور کمر میں نہ بند تھا نہ اوپر چادر تھی۔ پس آپ جلدی سے دوڑے گئے۔ وجہ یہ کہ آپ کو ناگوار ہوا کہ بیعت خلیفہ میں ذرا ظہور توقف ہو جائے۔ پھر وہاں بیٹھ گئے اور گھر سے کپڑے منگا کر زیب تن فرمائے۔ اور ابوبکر کی مجلس میں رونق افروز رہے۔ یہاں یاد رہے کہ عربوں کی قمیص ہمارے ملک کی طرح چھوٹی نہیں ہوتی بلکہ خاصی لمبی ہوتی ہے پاؤں تک۔

قیل ان عمرو بن حریث قال لسعید بن زید متی بویع ابوبکر قال یوم مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرھوا ان یبقوا بعض یوم ولیسو فی جماعتہ۔ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۶۰ یعنے مروی ہے کہ عمرو بن حریث نے سعید بن زید سے پوچھا کہ کب ابوبکر کے لئے بیعت لی گئی اُس نے کہا جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ اصحاب کو ناگوار تھا کہ ایک دن کا کچھ حصہ بھی اُن پر گذر جائے۔ اور وہ ایک خلیفہ کے ماتحت جماعۃ المسلمین میں داخل نہ ہو جائیں۔

یہ تو ہوا طوعاً بیعت کا ثبوت ۔ جن روایات سے کرہاً بیعت کا پتہ لگتا ہے۔ وہ بھی ہمارے

دعوے کی موید ہیں یعنی اُن سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جناب علی علیہ السلام نے اُسی دن بیعت فرمائی تھی۔ خواہ مجبوری سے۔ چنانچہ تاریخ طبری میں ہی روایت عبدالرحمٰن حمیری پہلے مذکور ہے کہ انصار جب سقیفہ میں خلافت کے ارادہ سے جمع ہوئے۔ تو ابوبکر اس وقت خطبہ پڑھ رہے تھے۔ جس سے وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام ثابت و متحقق ہو کہ کسی نے آکر اس کی اطلاع دی۔ پھر ابوبکر و عمر سقیفہ میں گئے اور انصار پر حجت غالب آکر سعد بن عبادہ کو خاموش کر دیا۔ اور سب حاضرین نے بیعت کر لی۔ اس بیعت کے بعد لکھا ہے کہ جناب علی علیہ السلام اور زبیر نے مخالفت کی اور تلوار سونت لی مگر تلوار کو پتھر پر مار دیا گیا۔ اس کے آگے لکھا ہے۔ فانطلق الیھم عمر فجاء بھما تعبًا وقال لتبایعان وانتما طائعان او لتبایعان وانتما کارھان فبایعا۔ طبری جلد ۳ ص ۱۹۹ یعنی عمر ان کے پاس گئے مارے غصے کے اور کہا تم دونوں بیعت رضامندی سے کر دو گے یا جبراً۔ پس علی اور زبیر رضی اللہ عنہما دونوں نے بیعت کر لی۔

لیجئے ایک اور روایت:۔

یعقوب بن ابراہیم سے ہے کہ اُن سے دریافت کیا گیا:۔ فمتی بویع ابوبکر قال یوم مات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کرھوا ان یبقوا بعض یوم ولیسوا فی جماعۃ قال فخالف علیہ احد قال لا الا مرتد اومن کاد ان یرتد لولا ان اللہ عزوجل ینقذھم من الانصار قال فھل قعد احد من المھاجرین قال لا تتابع المھاجرون علی بیعتہ من غیر ان یدعوھم

طبری جلد ۳ صفحہ ۲۰۱

یعنی کب بیعت لی گئی ابوبکر کے لئے۔ کہا کہ جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے۔ صحابہ نے نہ چاہا کہ ایک آدھ دن بھی بغیر بیعت ایک خلیفہ گذرے۔ راوی نے پوچھا کہ کیا کسی نے اسکی مخالفت بھی کی کہا کہ نہیں مگر کوئی مرتد یا جس کا دل ارتداد پر مائل تھا۔ شائد نہ کی ہو۔ خدا نے فضل کیا کہ انصار نے بیعت کر لی۔ پھر راوی نے پوچھا کہ کیا مہاجرین سے بھی کسی نے توقف کیا تو اس نے کہا کہ نہیں۔ بلکہ انھوں نے تو بلا طلب کرنے کے بیعت کر لی۔

شیعہ:۔ جناب علی علیہ السلام کے بیعت کرنے کی وجہ ہمارے علماء تقیہ قرار دیتے ہیں

احمدی:- تقیہ کی آڑ میں رُوپوش ہونا اب شیوہ مردانگی نہیں ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جناب علی علیہ السلام کی طرف تقیہ کو منسوب کرنا قطع نظر انکی کسر شان کے بالکل خلاف واقعہ بھی ہے۔ اگر کوئی کمزور بدن اور ضعیف القوی صحابی تقیہ کرے تو قابل اہتمام نہیں۔ اگر کوئی ایرانی یا پنجابی و ہندوستانی شیعہ دیس پردیس میں کہیں تقیہ کرے تو قابل مواخذہ نہیں لیکن جناب علی علیہ السلام جو امیر المؤمنین اور خلیفہ رسُول اور اسد اللہ اور غالب کل غالب ہیں۔ اُن پر تقیہ کی خلعت بالکل بھدی اور ناہموار و غیر موزون ہے۔ دیکھو واقعات معروضہ ذیل کو:-

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کے ساتھ دو ہزار حلّہ پر صُلح فرمائی تھی۔ ان حلوں کی وصولیابی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام کو یمن میں بھیجا تھا۔ جناب علی علیہ السلام نے حلوں کو عیسائیوں سے لے کر تقسیم فرمایا۔ جس طرح کہ مناسب خیال کیا۔ اسپر جو لوگ آپ کے ہمراہ تھے معترض ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر بھی اُنہوں نے جناب علی علیہ السلام کی شکایت کی۔ اور نا ملائم الفاظ سے یاد کیا اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجاہو کر سخت غضبناک ہوئے۔ اور منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھنا شروع کیا اور فرمایا:- ارفعوا السنتکم من علیؓ فانہ خشنؑ فی ذات اللہ غیر مداھن فی دینہ۔ دیکھو مجالس المؤمنین صفہ ۲۔ یعنی علی علیہ السلام کے حق میں زبانوں کو تھامے رکھو وہ اطاعت الٰہی میں نہایت سخت ہے۔ اور دین کے معاملہ میں کبھی مداہنہ کرنیوالا نہیں یاد رہے تقیہ اور مداہنہ کے ایک ہی معنی ہیں۔ اس ارشاد نبوی سے جناب علی علیہ السلام کی ذاتی غیرت کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ خواہ آپ کے پاس سامان حرب ہو یا نہ ہو یا کوئی آپ کا مددگار و ناصر ہو یا نہ ہو ⁂

(۲) دشمنوں کے مقابلہ کے لئے جو آپ کو خدا نے اسباب مہیا فرما دئے تھے۔ اُن میں سے بعض یہ ہیں۔ جن کو مُلا عبد الرزاق لاہجی شیعہ محقق نے گوہر مراد میں بیان فرمایا ہے:- در ذیل خصائص ائمہ معصومین بداں کہ آنچہ ثابت است بدلیل و بُرہان از شرائط امام عصمت است و علم باحکام کتاب و سنت است و تدبیر رعایا و امر سیاستیا و آنچہ متعلق باشد بایں جملہ۔

و افضلیت در امور مذکورہ و لیکن ثابت شد نزد امامیہ بطریق اخبار از ائمہ طاہرین علیہم اجمعین زائد بر امور مذکورہ خصائص چند کہ علامات و صفات و خواص امام ست از علم بجمیع علوم و جمیع مایحتاج الیہ الناس۔ اگرچہ در غیر امور دینیہ باشد × × × × × و نیز عالم باشد باسم اعظم و وارد شدہ از ابی جعفرؑ اسم اعظم ہفتاد و سہ حرف است کہ یکحرف از آن را بآصف سلیمانؑ عطا شدہ بود و بآں قادر شدہ بود بر آیتان سریر بلقیسؑ و عندنا اثنان و سبعون حرفاً و حرف عند اللہ استاثر بہ فی علم الغیب عندہٗ و از ابی عبد اللہ مروی است کہ بہ عیسیٰ ابن مریمؑ دو حرف از آں دادہ شدہ کہ باآنہا کارہا میکرد و بہ موسیٰؑ چہار حرف از آں دادہ شد و بابراہیمؑ ہشت حرف و بہ نوحؑ پانزدہ حرف و بہ آدمؑ بست و پنج حرف و جمع کرد خدائے تعالیٰ۔ برائے محمدؐ ہفتاد و دو حرف و محجوب گردانید از و حرف واحد و از جملہ عصائے موسیٰؑ است۔ × × × × × و خاتم سلیمان و از جملہ سلاح و درع رسول اللہ است × × × × × و از جملہ آنکہ ائمہ متولد شوند کامل العقل و العلم و ختنہ کردہ از جملہ آنکہ دانند کہ در چہ وقت خواہند مرد۔ و انہم لایموتون الا باختیار منہم علیہم السلام الیٰ غیر ذالک مما ہو مذکور فی کتب احادیثنا المرویۃ عنہم السلام۔ دیکھو گوہر مراد مطبوعہ ایران ۱۲۷۷ھ۔ فصل دوازدہم۔ در ذکر بعض از خصائص ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین۔

ملا باقر مجلسی حیات القلوب میں لکھتے ہیں :۔ ” و بعد ازین خواہد آمد احادیث بسیار کہ پیراہن یوسف کہ حق تعالیٰ برائے ابراہیم فرستاد۔ وقتیکہ او را بآتش انداختند و عصا و سنگ موسیٰ و انگشتر سلیمان و طشت قربان و تابوت سکینہ و غیر اینہا از آثار پیغمبران بآنحضرت رسید و از آنحضرتؐ بائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم منتقل گردید۔

(حیات القلوب جلد ۲ باب ۱۴)

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو خصوصیات ائمہ کرام علیہم السلام کو حاصل ہیں۔ انہیں سے جو ثابت ہیں دلیل اور برہان سے اول عصمت امام ہے اور کتاب و سنت کے احکام سے عالم ہونا اور رعایا کی تدابیر اور امور سیاسیات۔ اور جو کچھ ان کے متعلق ہے اسکو جاننا۔ اور وہ بھی

اپنے ہمسروں سے بڑھ چڑھ کر جانتا۔ لیکن امامیہ کے نزدیک جیسے کہ ایسے اظہار کی روایات سے ثابت ہے۔ علاوہ امور مذکورہ کے چند اور علامات وصفات وخواص بھی ہیں۔ مثلاً تمام علوم سے اور تمام معاملات جن کی عوام الناس کو ضرورت واحتیاج ممکن ہے خواہ امور دینی کے سوا ہوں۔ ماہر ہونا۔ اور اسم اعظم سے عالم ہونا۔ اور حضرت باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ اسم اعظم کے ۷۳ حروف ہیں کہ ایک حرف انہیں سے آصف برخیا کو عطا ہوا تھا۔ جس سے وہ بلقیس کے تخت کو لا دینے پر قادر ہو گئے۔ اور ہمارے پاس تو ۷۲ حروف ہیں اور ایک حرف اللہ کے پاس ہے۔ کہ علم غیب کی خاطر اپنے واسطے مخصوص رہنے دیا۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو دو حروف ان حروف میں سے دئے گئے۔ کہ جو معجزات وہ دکھلاتے تھے۔ انہی کی برکت سے دکھلاتے تھے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو چار حروف ملے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو آٹھ حروف اور نوح علیہ السلام کو پندرہ حروف۔ اور آدم علیہ السلام کو پچیس حروف اور خدا نے جمع فرما دئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے بہتر حروف اور ایک حرف ان سے مخفی رکھ لیا۔ علاوہ ازیں ائمہ کو ملا ہے عصائے موسیٰ اور انگشتر سلیمان۔ اور منجملہ خواص کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا گز اور اسلحہ مبارکہ ہیں۔ اور منجملہ یہ ہے کہ امام پیدا ہوتے ہیں کامل علم وعقل لے کر اور ختنہ کئے ہوئے اور یہ کہ جانتے ہیں کہ کب فوت ہوں گے۔ اور وہ نہیں مرتے ہیں۔ مگر اپنی مرضی سے وغیرہ وغیرہ۔ جو کہ ہماری حدیث کی کتابوں میں جو ائمہ علیہم السلام سے مروی ہیں مذکور ہیں ملا باقر مجلسی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ اس کے بعد بہت سی احادیث آئینگی کہ یوسف علیہ السلام کا پیراہن جو خدا نے ابراہیم علیہ السلام کے لئے بھیجا تھا۔ جبکہ ان کو کفار نے آگ میں ڈالا تھا۔ اور عصائے موسیٰ و سنگ موسیٰ (جس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے تھے) اور قربانی کرنے کا طشت اور تابوت سکینہ وغیرہ پیغمبروں کی تبرکات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک آئیں اور ان کو ملیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اماموں کو منتقل ہوئیں ؛

(۳) تمام بنی ہاشم اور صحابہ کرام کی ایک خاص جماعت عموماً اور انصار مدینہ خصوصاً آپ کے مددگار تھے۔ اور پکار پکار کر لا نبایع الا علیاً۔ یعنی ہم علی کے سوا کسی کی بیعت نہیں

کرتے ۔۔۔ کے نعرے لگا رہے تھے ۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۷

پس جس شخص کو تمام علوم و رموز دینی و سیاسی خدا سے عطا فرمائے گئے ہوں اور نہ صرف علوم بلکہ اسکے ساتھ اعوان و انصار و جان نثار بھی کافی سے زیادہ ۔ اور پھر ان کے ماسوا اس کے پاس اسقدر اسباب حفاظت و سامان نصرت الہٰی بھی موجود ہوں ۔ اس کی نسبت ایک معمولی سمجھ کا انسان بھی گمان نہیں کرتا کہ ایک آن کے لئے بھی وہ شخص تقیہ کا بہانہ کر کے اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں عاجز و درماندہ و مغلوب ہو سکتا ہے ۔ اور پھر دشمن بھی ابوبکر و عمر جیسے جن کی نسبت شیعوں کا قول ہے کہ وہ پرلے درجہ کے جاہل اور ڈرپوک محض تھے ۔ اور عجز اور درماندگی کا بھی یہ حال کہ ایک دفعہ نہ دو دفعہ بلکہ تمام عمر دشمنان دین و ناموس کے متواتر تشددات و مظالم کے آگے چون و چرا نہ کی ۔

جناب علی علیہ السلام کے سوا شاید ہی تاریخ عالم میں کوئی ایسا انسان پایا جائیگا جسکی بابت ایسے متضاد اور باہم نقیض واقعات منسوب کئے گئے ہوں ۔ جیسے ان کے نام لیوا ان کی طرف کرتے ہیں کہ ایک طرف ان کو حیدر کرار خیبر فرار بیان کرتے ہیں تو دوسری طرف اپنے حقوق خداداد کو پامال اور اپنی ننگ و ناموس کو برباد ہوتے دیکھ کر بھی پرلے درجہ کا عاجز اور (نعوذ باللہ من ذالک) بزدل ظاہر کرتے ہیں ۔ اور یہ بزدلی بھی ایسی بتاتے ہیں کہ ان کی ذریت میں بھی ورثہ بہ ورثہ چلی آئی ہے ۔ اور ہزار سے زیادہ برس ہو گئے تاہم بدستور اب تک گلے کا ہار بنی ہوئی ہے ۔ نعوذ باللہ من ذالک ۔

بھئی! خدا کے واسطے ان واقعات پر غور کرو اور ٹھنڈے دل سے غور کرو اور پھر بتلاؤ کہ جناب علی علیہ السلام جیسے غیور اور بہادر عظیم الشان انسان کو تقیہ باز بنانا بڑا بہتان ہے یا نہیں؟

شیعہ:۔ سید عنایت علی شاہ وزیر آبادی نے اپنی کتاب ذوالفقار میں بحوالہ کتب اصحابہ لکھا ہے کہ رقیہ و ام کلثوم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نطفہ سے نہ تھیں ۔ بلکہ ربیعہ کی بیٹیاں تھیں ۔ کیا یہ امر واقعہ ہے؟

احمدی:۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی چار وں صاحبزادیوں کا حضرت خدیجۃ الکبریٰ

کے بطن پاک سے ہونے کا ثبوت کئی دفعہ اس سلسلہ میں دے چکا ہوں۔ چونکہ آپ نے خاص

کتاب اصابہ کا ذکر کیا ہے۔ اس واسطے میں اسی کتاب سے جواب باصواب عرض کرتا ہوں۔

تمہید:۔ وکان تزویج النبی صلے اللہ علیہ وسلم خدیجۃ قبل البعثۃ

بخمس عشر سنۃ وقیل اکثر من ذالک × × × × وولدت من رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اولادہ کلھم الا ابراھیم وقد ذکرت فی ترجمۃ کل منھم ما یلیق بہ

اصابہ جلد ۴ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۱۔ خدیجہ نمبر ۳۳۵

ترجمہ:۔ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے

پندرہ برس پیشتر بعثت نبوی سے ہوا۔ اور اس سے زیادہ عرصہ پیشتر بھی کہتے ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب اولاد ان کے بطن مبارک سے ہوئی۔ سوائے

حضرت ابراہیم کے۔ اور میں نے ہر ایک کا ذکر مناسب ان کے تذکرہ میں جداگانہ کر دیا ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد خدیجۃ الکبریٰ سے کچھ زیادہ تعداد

میں تھی۔ حالانکہ شیعوں کا خیال ہے کہ ان کے بطن سے صرف حضرت فاطمہ تھیں ؂

رقیۃ:۔ بنت سید البشر محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب الھاشمیۃ

ھی زوج عثمان بن عفان وام ابنہ عبد اللہ قال ابو عمر لا اعرف خلافا ان زینب

اکبر بنات النبی صلے اللہ علیہ وسلم واختلف فی رقیۃ وفاطمۃ وام کلثوم

والاکثر انھن علے ھذا الترتیب ونقل ابو عمر عن الجرجانی انہ صح ان رقیۃ

اصغرھن وقیل قد کانت فاطمۃ اصغرھن۔ اصابہ صفحہ ۴۰۳ ترجمہ رقیۃ نمبر ۴۳۱

ترجمہ:۔ یعنی رقیہ سید البشر محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب کی صاحبزادی ہاشمیہ

ہیں۔ زوجہ عثمان بن عفان کی اور عبد اللہ بن عثمان کی والدہ ماجدہ ہیں۔ ابو عمر نے

کہا ہے کہ یہ امر مسلم ہے کہ زینب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سب صاحبزادیوں سے

بڑی ہیں۔ اور اختلاف کیا گیا ہے۔ رقیہ و فاطمہ و ام کلثوم کے بارہ میں اور اکثر محققین

نے کہا ہے کہ وہ اسی ترتیب سے ہیں۔ اور ابو عمر نے جرجانی سے نقل کیا ہے کہ میں نے اس کی

صحت کی ہے کہ رقیہ سب سے خورد سال ہیں اور کہا جاتا ہے کہ بلکہ فاطمہ سب سے چھوٹی ہیں

۲۔ زینب۔ بنت سید ولد آدم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب القرشیة الہاشمیة ھی اکبر بناتہ واول من تزوج منھن ولدت قبل البعث عدة قبل انھا عشر سنین واختلف ھل القاسم قبلھا او بعدھا وتزوجھا ابن خالتھا ابو العاص بن الربیع العشمی وامہ ھالة خویلد۔ اصابہ صـ ۳۱۲ ترجمہ زینب ۴۶۶

ترجمہ۔ یعنی صاحب زادی بنی آدم کے سردار محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب کی قرشیہ اور ہاشمیہ سب صاحبزادیوں سے بڑی اور سب سے پہلے انہی کی شادی ہوئی۔ پیدا ہوئیں چند سال قبل بعثت نبوی سے۔ کہتے ہیں کہ وہ اس وقت دس سال کی تھیں اور اختلاف کیا گیا ہے کہ آیا حضرت قاسم اُن سے پہلے پیدا ہوئے یا پیچھے اُن کے اور ان کا نکاح ہوا اپنے خالہ زاد بھائی ابو العاص بن ربیع کے ساتھ۔ جنکی ماں ہالہ ہیں جو بیٹی ہیں خویلد کی۔

۳۔ ام کلثوم۔ بنت سید البشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلف ھل ھی اصغر او فاطمة وتزوجھا عثمان بعد موت اختھا رقیة عندہ قال ابو عمر کان عتبة بن ابی لھب زوج ام کلثوم قبل البعثة فلم یدخل علیھا حتی بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامر ابوہ بفراقھا ثم تزوجھا عثمان بعد فوت اختھا سنة ثلاث من نمبر ۱۳۷
الھجرة وتوفیت عندہ ایضا سنة تسع ولم تلد لہ۔ اصابہ صـ ۴۸۹ ترجمہ ام کلثوم

ام عیاش مولاۃ رقیة انھا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما زوجت عثمان ام کلثوم الا بوحی من السماء۔

واخرج ابن مندہ ایضاً من حدیث ابی ھریرہ رفعہ اتانی جبرئیل فقال ان اللہ یامرک ان تزوج عثمان ام کلثوم علی مثل صداق رقیة وعلی مثل صحبتھا۔ اصابہ صـ ۴۹۰

وزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابنتہ رقیة من عثمان وماتت عندہ ایام بدر فزوجہ بعدھا اختھا ام کلثوم فلذالک کان یلقب ذا النورین۔ اصابہ صـ ۴۶۲ جلد ۲

ترجمہ۔ ام کلثوم صاحب زادی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اور اختلاف کیا گیا ہے کہ آیا وہ سب سے چھوٹی ہیں یا فاطمۃ الزہرا۔ اور نکاح کیا ان کو عثمان نے بعد وفات ان کی ہمشیرہ رقیہ کے جو ان کے ہاں تھیں۔ کہا ہے ابو عمر نے کہ عتیبہ بیٹا ابو لھب کا خاوند تھا

پہلے بعثت نبوئی کے۔ اور ابھی مدخولہ نہ ہوئی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منصب نبوت پر مبعوث ہوئے پس اس کے باپ (ابولھب) نے حکم دیا کہ انکو طلاق دیدے۔ پھر ان سے شادی کی عثمان نے بعد وفات ان کی ہمشیرہ کے ۳ سنہ ہجری میں اور وہ بھی ۹ سنہ ہجری میں فوت ہوگئیں۔ اور ان کی ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

ام عیاش جو رقیہ کی کنیز تھیں ان سے مروی ہو کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں نکاح کیا عثمان نے ام کلثوم کو۔ لیکن مطابق وحی آسمانی کے۔

اور ابن مندہ نے ابی ہریرہ سے اور انہوں نے آنحضرت صلعم سے روایت کی ہے کہ فرمایا مجھ کو جبرئیل نے آکر کہا کہ خدا نے حکم دیا ہے کہ عثمان کا نکاح ام کلثوم سے کردو مطابق مہر رقیہ کے ان مختلف حوالہ جات سے بخوبی واضح ہوسکتا ہے کہ اصابہ میں بھی وہی روایات ہیں جو دوسری کتب انساب ورجال واحادیث و تواریخ معتبرہ اسلام میں مندرج ہیں آپ کو واضح ہوگیا ہوگا کہ میں نے اصابہ میں ان تمام مواقعات کو بغور دیکھا ہے۔ جہاں اس مسئلہ کا ذکر ممکن تھا۔ اب جو روایت سید عنایت علی شاہ صاحب نے اس کتاب سے لکھی ہے یا تو سرے سے ہوگی ہی نہیں۔ اور اگر بالفرض کسی جگہ ہوگی بھی۔ تو وہ بالکل ضعیف اور احاد قسم سے ہوگی۔ جو بالمقابل اس قدر متواتر روایات و واقعات کے بہر حال رد کرنے کے قابل ہوگی

(خادم حسین)

پنڈت بھوج دت مسافر آگرہ کے پانچ سوالوں کے جواب

اڈیٹر صاحب مسافر آگرہ نے اپنے اخبار ۱۳ر دسمبر ۱۹۱۸ء کے صفحہ ۶ پر علمائے اسلام سے صرف "پانچ سوال" پنڈت بھوجدت صاحب (آنجہانی) کی طرف سے نقل کئے ہیں اور علمائے اسلام سے ان کا جواب مانگا ہے۔

سوال اول یہ ہے آیا کوئی عالم اسلام جواب دے سکتا ہے کہ قبل از نبوت محمد صاحب کا کیا دین وایمان تھا۔ اگر کہا جاوے کہ مسلمان تھا تو یہ جواب خلاف اصول ہوگا ذرا غور کر جواب دیں

جواب :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب قبل از نبوت ابراہیمی مذہب تھا اور اسی کے مطابق آپ عملدرآمد رکھتے تھے اور حضرت ابراہیم کا مذہب بھی اسلام ہی تھا چنانچہ قرآنی اسپر شاہد ہیں۔ اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العلمین۔ پارہ الم سورہ بقر۔ رکوع ۱۶۔ پھر رکوع ۱۵ میں حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل کی دعا بھی درج ہے ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا۔ اور پھر حضرت یعقوب نے اپنے لڑکوں کو یہ وصیت کی کہ لا تموتن الا وانتم مسلمون کہ تم ایسی حالت میں مرنا جب تم مسلمان ہو اور مشرکین مکہ بھی مذہب ابراہیم پر چلنے کے مدعی تھے۔ اور کتب تواریخ اسبات پر شاہد ہیں کہ رسول کریم قبل نبوۃ کے غار حرا میں جاکر عبادت کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ بخاری میں حدیث آتی ہے۔ کہ کان یتعبد فی حراء۔ کہ آپ غار حرا میں عبادت کیا کرتے تھے۔ اور پھر بحیرٰی راہب نے رسول کریم سے جب کہا یا غلام اسألك بحق اللات والعزیٰ الا اخبرتنی عما اسألك فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسألن باللات والعزیٰ[1] فواللہ ما ابغضت شیئا بغضهما (تاریخ الخمیس جلد ۱ صـ ۲۹۴)

دیکھو اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ آپ شرک کرنے سے بالکل بیزار تھے۔ اور خدا تعالیٰ کو واحد مانتے تھے۔ اور بتوں سے بغض رکھتے تھے۔ اور اسی کی عبادت کرتے تھے یہاں تک کہ مشرکین کہتے تھے کہ قد عشق محمد ربه کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو اپنے رب کا عاشق ہو گیا ہے۔ پھر لوگوں میں آپ امین کے لقب سے مشہور تھے۔ اور پھر ابو سفیان کا ہرقل بادشاہ کے پاس جاکر کہنا کہ ما جربنا علیه الکذب۔ کہ ہم نے اس کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں سنا یہ سب باتیں ایسی ہیں۔ جو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبل از نبوت زندگی کو پاک ثابت کرتی ہیں۔ پھر آپ وہی تمام اعمال بجالاتے تھے۔ جو کہ ابراہیمی مذہب میں فرض تھے

سوال دوم۔ ہمارے معزز علماء اسلام مدام بحث مباحثہ میں یہ دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ روح و مادہ حادث شے ہے۔ اور ثبوت دعویٰ میں صرف طبیعی تاویلات پیش کیا کرتے ہیں

---

[1] اے جوان میں تجھے لات و عزیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں تو آپ نے فرمایا مجھ سے بڑھ کر لات و عزیٰ کا کوئی دشمن نہیں۔ پس ان کا واسطہ مجھے مت دو ؛

کاش کوئی عالم اسلام قرآن شریف اللہ کے کلام سے کوئی آیت نص بطور شہادت پیش کریں اگر صاف طور پر حدوث روح و مادہ قرآن شریف سے ثابت نہ کیا گیا تو معلوم ہوگا کہ قرآن مجید رموزِ حقانی سے عاری ہے۔ لہٰذا الہامی نہیں ہوسکتا۔

جواب۔ اوّل ہم عقلی دلیل سے ثابت کرتے ہیں کہ روح و مادہ حادث ہیں۔ کیونکہ اگر حادث نہ مانا جاوے تو اس پر شریک الباری لازم آئیگا۔ جو کہ محال ہے۔ وجہ ملازمہ کی یہ ہے اگر روح و مادہ حادث نہ ہو تو وہ قدیم ہونگے۔ اور واجب الوجود ہونگے تو اس طرح خدا واحد نہ رہا۔ بلکہ اس کے ساتھ روح و مادہ بھی قدیم اور واجب الوجود ہونے میں شریک ہوگئے اور پھر روح و مادہ کے قدیم ہونے سے یہ بھی ثابت ہوگا کہ خدا تعالیٰ اپنی صفات رائج کرنے میں روح و مادہ کا محتاج ہے۔ اور پھر بہت سے اور بھی نقائص لازم آئینگے۔ جو خدا کی شان کے شایان نہیں ہیں اور قرآن مجید میں تو خدا تعالیٰ نے صریح فرمایا ہے کہ اللہ خالق کل شی وہو الواحد القہار کہ خدا تعالیٰ ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ اسلئے کہ وہ واحد ہے اگر کوئی چیز اسکے بغیر پیدا کرنے کے خود بخود قدیم ہو تو وہ واحد نہیں رہیگا۔ کیونکہ واحد اسے کہتے ہیں۔ جو شرکت غیر سے بکلی پاک ہو۔ اور قہار بھی نہیں ہوسکتا اس لئے کہ بغیر پیدا کرنیکے روح و مادہ پر حق مالکانہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ پورا تصرف رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان کا مالک و خالق ہو۔ پس اس آیت میں خدا تعالیٰ نے دعویٰ کر کے ساتھ ہی دلیل بھی دیدی۔ دعویٰ تو یہ کیا کہ خدا ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ اور دلیل یہ دی کہ وہ واحد اور قہار ہے۔ پس اب اگر ہم روئے منطق بذریعہ شکل اوّل جو کہ بدیہی الانتاج ہوتی ہے۔ (صغریٰ) روح و مادہ بھی شی ہیں (کبریٰ) اور ہر شی کا خالق خدا ہے (نتیجہ) روح و مادہ کا خالق خدا ہے۔ صغریٰ اس شکل کا بدیہی ہے۔ اس لئے اسپر کسی برہان قائم کرنے کی ضرورت نہیں اور کبریٰ کا ایک ثبوت تو یہ ہے کہ قرآن مجید نے اس کا دعویٰ کیا ہے۔ اور پنڈت جی صاحب نے مطلب بھی یہی کیا ہے کہ قرآن مجید سے ثابت کرو کہ روح و مادہ مخلوق ہے اور دوسرا ثبوت یہ ہے کہ اگر تمام کا خالق نہیں ہوگا۔ بلکہ بعض کا ہوگا تو وہ بعض یا تو خدا کیطرح قدیم اور واجب الوجود ہونگی تو اس پر تعدد خداؤں کا لازم آئیگا۔ جو محال ہے ❖

(دوسری شق) یا وہ اپنے وجود کے آپ ہی خالق ہونگے تو اس سے تقدم الشیٔ علی النفس لازم آئیگا۔ اور یہ محال ہے۔ کیونکہ ایک چیز کا اپنے وجود سے پہلے ہونا محال ہے۔ پس اگر خدا خالق ہر ایک چیز کا نہ مانا جائے۔ تو اس سے اسکی ذات میں نقائص لازم آئینگے۔ جو خدا میں نہیں ہونے چاہئیں۔ پھر خدا کی مخلوق دو قسم کی ہے۔ ایک خلق ہے دوسری امر ہے جیساکہ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:۔ الا له الخلق والامر فتبارک اللہ احسن الخالقین (خدا تعالیٰ کے لیے ہی خلق اور امر ہے) پس خلق تو اسکو کہتے ہیں کہ جس کا پہلے کوئی مادہ موجود ہو۔ مثلاً حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ تو یہ صفت خلق کے ماتحت ہوا۔ اسی لئے خلقه من تراب حضرت آدم کے لئے آیا ؛

اور امر اُسے کہتے ہیں کہ پہلے کوئی چیز موجود نہ ہو۔ پھر اس کو نیا بنانا یعنی نیست سے ہست کرنا۔ مثلاً پانی اور مٹی اور ہوا کو پیدا کرنا تو یہ صفت امر کے ماتحت ہیں۔ پس اس تمہید کے بعد ہم بتاتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے رُوح کے متعلق کیا اشارہ فرمایا ہے۔ یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی۔ کہ لوگ تجھ سے رُوح کے متعلق سوال کرینگے کہ کیا رُوح قدیمی اور انادی ہے یا حادث اور مخلوق ہے۔ تو جواب دو کہ اسکی پیدائش امر رب سے ہے یعنی یہ نہیں کہ پہلے کوئی چیز تھی جس سے یہ بنی ہے۔ نہیں۔ بلکہ یہ اَمرِ رب سے ہے۔ یعنی نیست سے ہست ہوئی ہے۔ الغرض قرآن مجید نے اس آیت میں فیصلہ کر دیا کہ رُوح مخلوق اور حادث ہے۔ انادی اور غیر مخلوق نہیں۔ پنڈت صاحب کا یہی سوال تھا۔ کہ قرآن مجید سے رُوح و مادہ کا مخلوق ہونا دکھاؤ۔ سو ہمنے مندرجہ بالا دو آیتوں کے ساتھ ثابت کر دیا ؛

تیسرا سوال:۔ قرآن مجید جو بصورت الہامی ہونے کے مخزن العلوم حقیقی گنجینہ رموز مخفیہ ہونا چاہیئے۔ کیا یہ بتلا سکتا ہے کہ قبل از پیدائش دنیا خالق اللہ کس شغل میں مصروف تھا۔ اور بعد از فنا کس شغل میں مشغول رہیگا۔ کچھ کرتا تھا یا معطل و معزول تھا۔ اور رہے گا ؛

جواب:۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی صفات نہ کبھی معطل ہوئیں اور نہ

ہونگی - اور نہ ہی وہ حادث ہیں بلکہ قدیم ہیں اور جب سے خدا ہے تب سے اُس نے مخلوق بھی پیدا کی - پس اسکی صفات قدیمہ کے لحاظ سے مخلوق کا وجود بھی نوعی طور پر قدیم ہے یعنی مخلوق کی نوع قدیم سے چلی آتی ہے - اور ایک نوع کے بعد دوسری نوع خدا پیدا کرتا چلا آیا ہے - جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :- ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حما مسنون والجان خلقنٰہ من قبل من نار السموم - سورہ حجر رکوع ۲ کہ ہم نے انسان کو تو مٹی سے بنایا اور اس سے پہلے ہم نے آگ سے جنّ بنائے - پس اس آیت سے یہ پتہ لگ گیا کہ حضرت آدم سے پہلے جنوں کی آبادی تھی - اور خدا کی مخلوق تھی - پس اسی طرح ان سے پہلے بھی کوئی مخلوق ہوگی - جس کا ہمیں پتہ نہیں دیا گیا - لیکن یہ قرآن مجید میں بتلایا گیا ہے کہ ایک نوع کے بعد دوسری نوع خدا پیدا کرتا رہا - لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہمیں یہ بھی علم ہو کہ کتنی انواع مخلوق کی پہلے گذر چکی ہے - ہاں یہ ہی کہ اسکی صفات کبھی معطل نہ ہوئیں اور نہ ہونگی - رہا یہ کہ فنا کے بعد کیا کریگا -

پہلا جواب :- تو یہ ہے کہ آپ بھی تو مانتے ہیں کہ ایک لمبی مدت گذرنے کے بعد ایک پرلے ہوتا ہے - جبیں تمام ارواح مکتی خانہ میں بھیجی جاتی ہیں پھر کچھ مدت کے بعد ان کو پھر دنیا میں بھیجا جاتا ہے - پس ہم پوچھتے ہیں کہ اس پرلے کے بعد کا وقت جو ہوتا ہے اس میں خدا کیا کرتا ہے وہ کس شغل میں رہتا ہے - فما ہو جوابکم فھو جوابنا *

دوسرا جواب - کہ قیامت زمانہ میں تغیر ہو جانے کا نام ہے - پس ہم کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں تغیر ہو جائیگا - آگے پھر کوئی اور نوع مخلوق بدل جائیگی - اور دوسرا یہ بھی ہے کہ قیامت کے بعد حساب و کتاب بھی ہوگا - اور جزا سزا دی جائیگی - پس خدا کی صفات کا معطل ہونا ہمارے مسلمات سے نہیں - بلکہ خدا تعالیٰ کی صفات ہمیشہ سے قائم اور جاری ہیں - اسی طرح آخر تک ان کا کام جاری رہیگا - اور ہو سکتا ہے کہ ایک وقت آ جائے کہ موجودہ مخلوق سب فنا ہو جائے - اور صرف خدا ہی رہے - اور صفت وحدانیت

لہ یہ یاد رہے کہ خدا کی ازلیت اور مخلوق کی نوعی قدامت یکساں نہیں - فاعل کو فعل پر بہرحال تقدم ہے *

ثابت ہو۔ کیونکہ اس کی ذات کسی چیز کی محتاج نہیں۔ اسی طرح پہلے بھی ایک نے مانا آچکا ہے
اسی کے متعلق خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ھوالاول والآخر خدا اول ہے
یعنی لیس قبلہ شئ۔ کہ اس کے پہلے کوئی شے نہیں اور آخر ہے یعنی لیس بعدہ شئ
کہ اس کے بعد کوئی شے نہیں ؛

سوال چہارم ۔ اگر کسی عالم کو قرآن مجید سے اللہ میاں کے حالات نہ معلوم ہوسکیں تو
کیا کوئی بتلا سکتا ہے۔ کہ اس دنیا کی عمر کتنی ہے کب پیدا ہوئی اور کب خاتمہ ہوگا۔ انتہیٰ بالاختصار

جواب : ہمیں تو یہ سمجھ نہیں آتی۔ کہ پنڈت صاحب کے سوال کا کیا مطلب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
کے حالات معلوم کرنے سے کیا مطلب۔ اسکو ظاہراً آنکھوں سے دیکھنا اور اس کے
حالات دریافت کرنا یہ تو محال ہے۔ اور اسی کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار
وھو یدرک الابصار۔ اسے آنکھیں ادراک نہیں کرسکتیں۔ ہاں وہ آنکھوں کا ادراک
کرتا ہے وہ آنکھوں کو دیکھ رہا ہے یہ دعویٰ تھا۔ اس کی دلیل دی وھو اللطیف الخبیر
پہلا دعویٰ لا تدرکہ الابصار تھا۔ اس کی دلیل دی کہ وہ لطیف ہے۔ اور جو چیز بھی لطیف
ہوتی جائیگی۔ اس کا آنکھیں ادراک نہیں کرسکینگی۔ دوسرا دعویٰ وھو یدرک الابصار
تھا۔ اس کی دلیل دی کہ وہ خبیر ہے۔ لوگوں کے احوال سے خوب واقف ہے۔ اور قرآن مجید
پر چلنے سے تو انسان خدا سے کلام کرسکتا ہے جیسے کہ خدا فرماتا ہے کہ اذا سألک عبادی
عنی فانی قریب۔ اُجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی
لعلھم یرشدون۔ لیکن وید اس بات سے بالکل عاری ہیں۔ کیونکہ آریہ صاحبان کا
عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی سے بات نہیں کرتا۔ اور الہام کا دروازہ بند ہے۔ لیکن قرآن مجید
نے الہام کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ اور پھر اگر حالات سے مراد پنڈت صاحب کی اسکی صفات
وغیرہ کا معلوم کرنا ہے۔ تو قرآن مجید میں مفصل ذکر ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ کہ
ھوالاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم۔ پھر فرمایا ہے۔ الملک القدوس
السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون
اور پھر اسکے لئے فرمایا کہ لہ الاسماء الحسنیٰ کہ جسقدر بھی اچھے صفات ہونے ممکن ہیں تمام

اس میں پائے جاتے ہیں۔ البتہ اتنی بات ہے۔ کہ جس طرح ویدنے خدا کی صفات کو صفائی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ قرآن مجید نے ویسا بیان نہیں کیا۔ جیسا کہ رگوید آریہ بھونی صدہ۸ میں یہ لکھا ہے :۔ "ھے اندار میشوری یکت ایشور ہمارا وگیہ بت کو۔ یعنی اپنے سے الگ مت کر ہمارے پریہ بھوگوں یعنی کھانے کی پیاری اشیاء کو مت چورا اور مت چورا الخ

پھر آریہ بھونی صنا میں یہ لکھا ہے کہ پرمیشور بیمار ہوتا ہے اور علاج کا محتاج ہے۔ پھر وید بھاش بھومکا صفحہ ۱۲۲ اور ۱۲۵ میں ہے کہ خدا علیم نہیں۔ پس خدا تعالیٰ کی ایسی اچھی صفات کا بتلانا تو وید ہی کا کمال ہے۔ اور یہ بات اسی کتاب کے ساتھ مختص ہے الخ یہ سوال کہ دنیا کب پیدا ہوئی اور کب خاتمہ ہو گا۔ یہ ضروری نہیں کہ الہامی کتاب اس بات کو بتلاوے کہ دنیا کب پیدا ہوئی اور دنیا کی عمر کتنی ہے۔ کیونکہ یہ بات تاریخ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور قرآن مجید کے نزول کی غرض تو لوگوں کو ہدایت دینا ہے نہ کچھ اور۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے :۔ فیہ ھدیً للناس (۲) ھدیً للمتقین۔ اور کتاب انزلنٰہ الیک لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور۔ یعنی قرآن کی غرض نزول کی یہ ہے کہ لوگوں کو ظلمات سے نور کی طرف لیجایا جائے نہ یہ کہ تاریخی باتیں بتائی جاویں۔ اور نہ ہی دنیا کی عمر کو بتانا ہدایت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور پنڈت صاحب پر لازم تھا کہ ذرا وید میں ہی سے دنیا کی عمر دکھا دیتے۔ تب دوسروں پر اعتراض کرنے کے لئے مرد میدان بنتے ؛

سوال پنجم قرآن شریف نے کتب ماقبل کی کس کمی کو پورا کیا ہے (شق اول) اگر کوئی کمی پوری نہیں کی تو قرآن شریف (انا اوحینا الیک کما اوحینا الیٰ نوح والنبیین من بعدہٖ) سورہ نساء رکوع ۲۳ پیسے کو پیسا نزول وفضول۔ (شق ثانی) اگر کتب ماقبل ناکافی اور نامکمل تھیں تو علمیت اکملیت خدا پر بدنما دھبہ طول نامعقول جو مثل لیاقت انسانی ہر وقت محتاج تکمیل کی پایا جاتا ہے۔ اسکے قانون موجود پر کیسے اعتماد ہو سکتا ہے۔ اغلب کے چندروز بعد کوئی اور کتاب بھیجکر اس کو بھی مثل دیگر کتب ردی میں پھینک دے۔ (انتہی بالخلاصہ)

جواب :۔ قرآن مجید نے اُتر کر پہلی کتابوں کی یہ کمی پوری کی کہ وہ متفرق طور پر آئی

لہ رگوید ۴ ۳۳ منتر ۳ ہے۔

تھیں۔ یعنی کوئی کتاب کسی قوم کے لئے۔ اور کوئی کتاب کسی قوم کے لئے۔ اور یہ جامع طور پر سب کے لئے ہے۔ جیسے فرمایا:۔ فیہا کتب قیمۃ اور انزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتب و مھیمنا علیہ۔ سورہ مائدہ رکوع ۷۔ یعنی دوسری کتابوں کے لئے بطور محافظ کے ہے۔ اور جو انہیں اچھی تعلیم تھی۔ وہ سب اسمیں موجود ہے۔ اور ان تمام مسائل کی جامع ہے۔ جو وقتاً فوقتاً پہلے نبیوں پر نازل ہوتے رہے۔ جیسے کہ توراۃ میں تو صرف قصاص کا حکم دیا گیا۔ کیونکہ اسوقت کے لئے وہی موزون تہا۔ اور انجیل میں یہ حکم کیا گیا کہ تم قصاص نہ لو۔ بلکہ اگر کوئی تمہاری ایک گال پر طمانچہ مارے تو تم دوسری گال اس کی طرف پھیر دو۔ کیونکہ اس وقت کے مناسب حال یہی تھا۔ لیکن قرآن مجید میں یہ حکم ہوا کہ کُتب علیکم القصاص فی القتلیٰ الحر بالحر والعبد بالعبد والانثیٰ بالانثیٰ والحرمت قصاص فمن عفی لہٗ من اخیہ شی فاتباع بالمعروف واداء الیہ باحسان۔ پھر فرمایا جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفیٰ واصلح فاجرہ علے اللہ۔ کہ چاہے تو بدلا لیلے اگر اصلاح معاف کرنے میں ہو تو معاف کر دے۔

دوسری کمی قرآن نے آکر یہ پوری کی کہ پہلی کتابوں میں دعویٰ کے ساتھ دلائل نہیں ہوتے تھے۔ لیکن قرآن مجید میں دعوے کے ساتھ دلائل بھی موجود ہیں۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدًی للناس و بینٰت من الھدیٰ والفرقان یعنے قرآن لوگوں کے لئے ہدایت بنکر آیا ہے۔ اور ہدایت کے ساتھ دلائل بھی ہیں والفرقان پھر ان دلائل سے ایک نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔ پس قرآن نے اس کمی کو بھی پورا کیا۔ جیسا کہ نمونہ کے طور پر سوال دوم و سوم کے جواب میں دو آیات لکھ چکے ہیں:

شق اوّل کا جواب اوّل اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ کیا تم اِس بات سے تعجب کرتے ہو کہ خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ تم کو اس سے تعجب نہیں کرنا چاہیئے بلکہ پہلے بھی خدا تعالیٰ اسی طرح اپنے بندوں سے ہم کلام ہوتا چلا آیا ہے۔ جیسے حضرت نوح اور آپ کے بعد کے انبیاء سے۔

دوسرا جواب:۔ اس وحی کی ضرورت یہ پڑی کہ پہلی کتب محفوظ نہیں رہی تھیں۔ بلکہ

محرف و مبدل ہو چکی تھیں۔ اس لئے یہ بتایا کہ دیکھو پہلے بھی ایسی وحی ہوتی رہی ہے جیساکہ رسول کریم صلعم پر ہوتی ہے ؂

شق ثانی کا جواب خدا کی عقل مثل عقل انسانی کے نہیں ہے کہ وہ قانون کو بدلائے۔ بلکہ قانون جو بدلتے آئے تو وہ بلحاظ عقول انسانی کے اور ان کی حالت کے مطابق خداتعالی تعلیم بھیجتا رہا۔ جیساکہ پہلی دوسری جماعت کے لڑکے کو بی۔ اے یا ایم۔ اے کا کورس نہیں دیا جایا کرتا۔ بلکہ اسی کے مطابق اس کو تعلیم دیجاتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ بی۔ اے یا ایم اے کا کورس تو موجود ہوتا ہے تو اس کا یہ جواب ہے۔ کہ وہ محکمہ تعلیم کے پاس ہوتا ہے۔ تو جب لڑکا اس کے پڑھنے کی اپنے میں استطاعت پیدا کر لیتا ہے۔ تو پھر اس کو دیا جاتا ہے اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ مکمل قوانین تو خدا کے پاس موجود تھے۔ لیکن لوگوں کے حالات کے مطابق بھیجتا رہا۔ اور قرآن شریف کو کامل کتاب بنایا۔ اسلئے کہ تمام فسق و فجور کا غلبہ ہو چکا تھا۔ اور دنیا ایک شہر کے حکم میں آگئی تھی اور ظہر الفساد فی البر والبحر۔ الہامی کتابوں والے اور جن کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی۔ بگڑ گئے تھے۔ تو اس لئے خداتعالی نے قرآن کو کامل بنا کر بھیجا۔ اور فرمایا۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ کہ آج مینے دین کامل کر دیا ہے۔ پس اب نہیں بدل سکتا۔ کیونکہ یہ کامل تعلیم ہے۔ اور گذشتہ تیرہ سو سال شہادت دیتے ہیں کہ جو ضروری تھا۔ وہ سب اس میں مہیا نکلا۔ پھر فرمایا۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ۔ چونکہ اسلام کامل دین ہے۔ اس لئے اس کے بعد کوئی دین نہیں۔ مختصراً پانچوں سوالوں کا جواب دے دیا ؂

جلال الدین۔ سیکھوانی قادیان پنجاب ؂

تشحیذ بک ایجنسی میں ناظرین تشحیذ الاذہان کو تشحیذ کی کتب ایجنسی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جس کی فہرست رسالہ کے ساتھ بطور ضمیمہ بھیجی جا چکی ہے اور اب بھی جس صاحب کو ضرورت ہو۔ وہ منگوا سکتے ہیں۔ دوستوں کو چاہیئے کہ قادیان سے جس کتاب کی ضرورت ہو۔ دفتر تشحیذ الاذہان کی معرفت طلب کریں۔ نہایت حفاظت سے عمدگی کے ساتھ فرمائشوں کی تعمیل ہوتی ہے اور ہوگی۔ انشاء اللہ ؂

ریویوز

احمدی جنتری جیسا کہ پیشتر پچھلے رسالہ میں اطلاع دی تھی۔ برادر محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان نے احمدی جنتری ۱۹۱۹ء شائع کردی ہے۔ جس کا حجم ۴۸ صفحہ ۲۰ × ۲۶ ہے۔ اور اس میں تاریخوں کے علاوہ نہایت مفید معلومات سلسلہ احمدیہ اور مذہب اسلام کے متعلق دئے گئے ہیں۔ طریق استخارہ طریق بحث۔ مسائل عید اضحیٰ۔ اسماء الٰہی۔ ایمان کے ۷۲ شعبے۔ اور ایسی ایسی کئی عمدہ باتیں درج ہیں۔ ایک روپیہ کی سات فی جلد ۲ر

اشرف التقویم یہ ایک سو صفحے کی جنتری ہے۔ جس میں علاوہ تاریخوں کے مسائل رمضان حسابی گُر۔ صنعت حرفت۔ محاربات صلیبی ایسے کئی مضامین ہیں۔ قیمت ۵ر۔ اسلامیہ بک ایجنسی اتم پور ہلول پور۔ ڈاکخانہ پاکبڑہ ضلع مراد آباد سے منگوائیے۔

صُوفی جنتری مکرم ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر صوفی وظیفہ خوار سرکار آصفیہ کافی شہرت رکھتے ہیں۔ یہ جنتری انہوں نے مرتب کی ہے۔ لکھوائی کاغذ چھپوائی قابل تعریف۔ علاوہ تاریخوں کے اوقات نماز پنجگانہ بھی دئے ہیں اور بزرگان دین اور مشاہیر کے حالات بھی بجائے کیفیت درج ہیں۔ پھر بقیہ کالم میں وفیات اور ہدایات درج ہیں۔ اچھا مجموعہ ہے۔ پنڈی بہاء الدین ضلع گجرات سے منگوائیے۔

فیصلہ حکم میرے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اخی محترم مولوی عمر الدین صاحب شملوی کے لئے۔ جنہوں نے پہلے نبوت مسیح موعود کے بارے میں غیر مبائعین سے مباحثہ کیا۔ اور اس کا فیصلہ جناب محمد عمر صاحب وکیل نے ایسا مدلل لکھا کہ میں سمجھتا ہوں وہ اس مسئلہ کی نسبت تمام تحریروں کا نچوڑ ہے۔ پھر اب مسئلہ کفر و اسلام پر انہی منصف نے فیصلہ لکھا ہے۔ جو ہمارے حق میں ہے۔ اور جس کا مطالعہ تمام احمدی احباب کے لئے ضروری ہے کیونکہ غیر احمدیوں کے جنازہ اور ان سے رشتے اور انکی اقتدا میں نماز کے متعلق صراط مستقیم نظر آئیگا تمام ضروری حوالے یکجا کردئے گئے ہیں اور قیمت ۲؍ ہے اور منشی فخرالدین صاحب ملتانی قادیان سے مل سکتا ہے یا تشحیذ سے منگوا لیجئے۔

وی پی واپس کرنیوالے غور فرمائیں

اے حضرات! آپ سے ہمارے دُہرے تعلقات بھائی پھر دوست باوجود بار بار اطلاع دینے کے آپ نے وی پی واپس کردئے۔ اُمید تھی، امداد کی۔ پہنچادیا نقصان ۵۰ سے زیادہ اصحاب نے وی پی واپس کردئے۔ اور لطف یہ کہ اپنے منشاء سے بھی اطلاع نہیں فرمائی۔ تاہم ہمارا ارادہ ہے کہ رسالہ آپ صاحبان کے نام جاری رکھیں کیونکہ حسن ظن کا یہی تقاضا ہے کہ کسی معذوری سے وی پی واپس ہوئے۔ میرے معزز بھائیو! اس وقت رسالہ تشحیذ کی امداد کی اشد ضرورت ہے۔ کم ازکم پانسو خریدار اسکے اور ہونے چاہیئیں۔ چہ جائیکہ پُرانے مہربان بھی ایک ایسے رسالہ سے جدائی اختیار کریں۔ جو انہیں ہر مہینے ان کے علمی معلومات بڑھانے والا اور دین اسلام پر یقین دلانے والا لٹریچر بہم پہنچاتا ہے۔ شیعہ۔ عیسائی۔ آریہ پر حجت ملزم قائم کرتا ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ چند خیر خواہان ملت اُٹھ کھڑے ہونگے۔ اور اس نازک موقعہ پر تشحیذ کے لئے نہ صرف خود خریدار رہینگے۔ بلکہ دوسروں کو بھی بنائینگے۔ اور زر اعانت بھجوائینگے۔ تاکہ پچھلے سالوں کا قرض جو "پانسو روپے" ہے اتارا جاسکے اور آئندہ فنڈ کو استحکام ہو۔

براہین العقائد

احمدی جماعت کے لئے مژدہ جانفزا

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ تشحیذ کے اسی صفحے پر چند مہینے گذرے۔ جو خواہش میں نے ظاہر کی تھی (اور اسی ہفتے کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح نے جس بات کا ارشاد فرمایا تھا) وہ پوری ہوئی یعنی ایک ایسی کتاب مرتب ہوکر چھپ بھی گئی۔ جسمیں ہستی باری تعالےٰ۔ ملائکہ۔ قرآن مجید الہامی و کامل ہے۔ قرآنمجید کے بعد بھی سلسلہ الہام جاری ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے وکامل رسول ہیں۔ تقدیر۔ قیامت پر وہ تمام دلائل عقلیہ جمع کردئے گئے ہیں جو قرآن مجید نے دئے ہیں۔ یہ مضامین اپنی نظیر آپ ہیں۔ اور ہر احمدی بچے بلکہ ہر احمدی کو چاہیئے کہ یہ کتاب پڑھکر اپنے ایمان کو تازہ کرلے۔ قیمت ۱۰/ ... ۱۵ / فروری تک